آیاتہا ۱۱۲ | ۲۱ سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّۃٌ ۷۳ | رُکُوْعَاتُہَا ۷

سورۃ انبیاء مکی ہے اس میں سات رکوع ۱۱۲ آیتیں ۱۱۸۶ کلمے اور چار ہزار آٹھ سو نوے حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمْ وَ ہُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ

لوگوں کا حساب نزدیک ۱ اور وہ غفلت میں منہ

مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا یَاْتِیْہِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّہِمْ مُّحْدَثٍ

پھیرے ہیں ۲ جب ان کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے ۳

اِلَّا اسْتَمَعُوْہُ وَ ہُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاہِیَۃً قُلُوْبُہُمْ

تو اسے انہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے ۴ ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں ۵

وَ اَسَرُّوا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ہَلْ ہٰذَاۤ

اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں ایک تم ہی جیسے

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳

آدمی تو ہیں ۶ کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر ۷

قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ

نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر بات کو اور

ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ

وہی ہے سنتا جانتا ۸ بلکہ بولے پریشان خوابیں ہیں ۹ بلکہ ان کی

بَلِ افْتَرٰىہُ بَلْ ہُوَ شَاعِرٌ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَاۤ

گڑھت ہے بلکہ یہ شاعر ہیں تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں جیسے

اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَہُمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ

اگلے بھیجے گئے تھے ۱۰ ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی

ا۔ لوگوں سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے اور حساب سے مراد حساب قبر یا حساب حشر ہے۔ چونکہ حضور آخری نبی ہیں لہٰذا اب قیامت ہی آوے گی۔ یا گزشتہ زمانہ کے لحاظ سے اب قیامت قریب ہے۔ یہ آیت منکرین قیامت کے جواب میں نازل ہوئی۔ اور یہاں کی ہر ساعت کو غنیمت جانے کہ دنیا کاشت کی جگہ ہے اور آخرت پھل کھانے کی جگہ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مشغول رہنا اور آخرت کی تیاری نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اس زندگی کو اس زندگی کا توشہ بنائے۔ ۳۔ کلام الٰہی قدیم ہے مگر اس کا ہمارے پاس آنا حادث ہے۔ یہاں آنے کے لحاظ سے محدث فرمایا گیا۔ ۴۔ یعنی وہ کفار قرآن کو صحیح ارادے سے نہیں سنتے۔ مذاق اڑانے' یا انکار کرنے کی نیت سے کان لگا کر سنتے ہیں۔ لہٰذا استماع اور لعب میں تعارض نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت لہو و لعب کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اس سے بہت سے فقہی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی حضور کو علانیہ طور پر اپنے جیسا بشر کہتے ہوئے گھبراتے اور شرماتے تھے کیونکہ ہزارہا فرق وہ آنکھوں سے دیکھتے تھے' اس لئے خفیہ طور پر کہتے تھے۔ آج جو علانیہ طور پر حضور کو اپنے جیسا بشر کہے وہ ان کفار سے بدتر ہے۔ نیز نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا تمام کفریات کی جڑ ہے تمام کفر اس کی شاخیں ہیں ۷۔ شکل و صورت' کھانا پینا' زندگی موت دیکھ کر پہچان لو کہ وہ تم جیسے بشر ہیں۔ ہاں وہ جانتے ہیں تم جادو نہیں جانتے۔ معاذ اللہ ۸۔ لہٰذا ان کفار کو ان کے اس خفیہ قولوں کی سزا دے گا۔ اور مسلمانوں کو ان کی خفیہ عبادات و ایمان کی جزاء۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کو خود اپنی بات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کو ایک بات پر قرار نہیں وہ کفار حضور کے کلام کو کبھی جادو' کبھی پریشان خواب' کبھی گھڑی باتیں کبھی شعر و کہانت اسی لئے کہتے تھے۔ خیال رہے کہ یہاں شعر سے مراد کلام منظوم نہیں بلکہ جھوٹا مگر حسین و باریک کلام مراد ہے۔ ۱۰۔ جیسے ید بیضا' عصاء موسوی۔ ناقہ صالح علیہ السلام۔ یا تو اہل کتاب کفار کا یہ قول ہے یا مشرکین کا' مگر پادریوں وغیرہم سے سن کر۔ ورنہ وہ مشرکین ان پیغمبروں کے قائل نہ تھے۔

أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے ۱ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے

إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن

مگر مرد ۲ جنہیں ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر

كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا

تمہیں علم نہ ہو ۳ اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ

يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ

کھانا نہ کھائیں ۴ اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں ۵ پھر ہم نے اپنا وعدہ انہیں

الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ﴿٩﴾

سچا کر دکھایا ۶ تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہی اور حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا

لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠﴾ ع

بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے ۷ تو کیا تمہیں

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا

عقل نہیں اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستمگار تھیں ۸ اور انکے

بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿١١﴾ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا

بعد اور قوم پیدا کی ۹ تو جب انہوں نے ہمارا عذاب پایا جبھی

هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ

وہ اس سے بھاگنے لگے ۱۰ نہ بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان

مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ﴿١٣﴾

آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں ۱۱ اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿١٤﴾ فَمَا زَالَت تِّلْكَ

۱۲ بولے ہائے خرابی ہماری۔ بیشک ہم ظالم تھے ۱۳ تو وہ یہی پکارتے رہے

۱۔ یعنی یہ ان کفار کے بہانے ہیں ورنہ جن قوموں کے پاس ان کے رسول وہی معجزات لائے جو یہ آپ سے مانگ رہے ہیں وہ بھی ان پر ایمان نہ لائے۔ معجزات کو جادو ہی کہتے رہے' ماننے کے لئے ایک معجزہ کافی ہے' نہ ماننے والوں کے لئے ہزارہا معجزات بھی کافی نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان اور مرد ہی ہوئے کوئی عورت یا جن یا فرشتہ وغیرہ نبی نہیں۔ بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ہمیشہ حسب نسب میں اونچے اور اعلیٰ خاندان میں ہوئے۔ رب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ابراہیم نبی ہمیشہ ابراہیمی ہوئے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب۔ اور فرماتا ہے۔ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ الخ۔ جس سے معلوم ہوا کہ نبوت حضرت ابراہیم کی ذریت میں ہے۔ غرضیکہ ان آیات و احادیث سے بہت سے عقائد کے مسائل معلوم ہوئے۔ ۳۔ اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہٰذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ ۴۔ یہ آیت کفار کے اس بکواس کا جواب ہے کہ اگر حضور سچے نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں اور اگر ہم جیسے بشر نہیں ہیں تو آپ وفات کیوں پائیں گے۔ خیال رہے کہ جیسے قرآن کے الفاظ ظاہر ہیں اور اسرار باطن۔ صرف الفاظ کافر بھی دیکھ لیتا ہے مگر اسرار صرف مومن ہی جانتا ہے ایسے ہی نبی کی بشریت ظاہر اور خصوصیت باطن ہے۔ کفار نے صرف ظاہر کو دیکھا صحابہ نے باطن کا مشاہدہ کیا۔ نبی کی بشریت دیکھنے والا صحابی نہیں ہوتا ورنہ ابوجہل بھی صحابی ہوتا۔ ۵۔ یعنی ہر مخلوق کے لئے فنا اور موت ضروری ہے موت نبوت کے منافی نہیں خواہ آ چکی ہو یا آنے والی ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وفات ہونی ہے لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ وفات پا چکے ۶۔ کہ ان کے مخالفوں کو ہلاک فرما دیا۔ اور ان بزرگوں کو بعد وفات دائمی زندگی بخشی ۷۔ ذکر کے معنی نصیحت' بیان' تذکرہ اور ناموری ہیں۔ یہاں ہر معنی درست ہیں۔ یعنی اے عرب والو! قرآن میں تمہارے لئے نصیحت ہے یا تمہاری ضروریات کا بیان ہے یا اس میں گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے یا تمہاری عزت و شہرت ہے کہ اس قرآن کی وجہ سے عربی زبان اور ملک عرب اور تمہاری قوم کی دنیا بھر میں ہمیشہ عزت ہو گی۔ ۸۔ یعنی کافر تھیں۔ کیونکہ کافر اپنے پر اور اپنے اہل قرابت پر ظلم کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم ۹۔ ایسا ہی تمہارا حال ہو گا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا۔ دیکھ لو سرداران قریش نے دین کی خدمت نہ کی تو رب نے انصار جیسی مسکین قوم سے دین کا کام لے لیا۔ ابوجہل وغیرہ کو بدر وغیرہ میں ہلاک کر دیا۔ ۱۰۔ خزائن عرفان میں ہے کہ یمن میں ایک بستی ہے حصور۔ وہاں کے لوگوں نے نبی کو جھٹلایا اور انہیں قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر ظالم بادشاہ کو مسلط فرما دیا جس نے ان کو قتل و قید کیا تو یہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگے۔ اس پر فرشتوں نے بطور طنزیہ کہا۔ مگر یہ روایت اس صورت میں ہے کہ حضور سے پہلے عرب میں پیغمبر تشریف لائے ہوں۔ ۱۱۔ رب فرماتا ہے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم۔ یہ دونوں امر تعجیز کے لئے ہیں۔ ۱۲۔ کہ لوگ تم سے تمہاری مصیبتیں اور ان کی وجہ پوچھیں اور تم رو رو کر ان کو اپنا قصہ سناؤ اور اپنے کفر و شرک کا اقرار کرو۔ ۱۳۔ یہ الفاظ توبہ کے ہیں مگر عذاب دیکھ کر توبہ قبول نہیں بالکل بیکار ہے۔

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کاٹے ہوئے بجھے ہوئے لہ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے عبث نہ بنائے ٢ہ

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا ۖ

اگر ہم کوئی بہلاوا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار کرتے ٣ہ

اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

اگر ہمیں کرنا ہوتا بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں

فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

تو وہ اسکا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ۴ہ اور تمہاری خرابی ہے ان

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهٗ

باتوں سے جو بناتے ہو اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اسکے

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

پاس والے ۵ہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ٦ہ اور نہ تھکیں ٧ہ

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے ۸ہ کیا انہوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنالئے ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں اگر آسمان و زمین میں اللہ

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے ۹ہ تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾

ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا ١٠ہ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب آجانے پر توبہ یا اپنے جرم کا اقرار بے فائدہ ہے۔ وہی درخت پھل دیتا ہے جو وقت پر بویا جائے۔ بے وقت کی بوئی ہوئی کھیتی پھل نہیں دیتی۔ بے وقت کی توبہ عذاب دفع نہیں کرتی ۲۔ بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں ہیں تو تم کو بھی بے کار نہ بنایا حکمت سے بنایا۔ اگر فقط کھانے پینے کے لئے پیدا ہوئے ہوتے تو یہ کام تو جانور تم سے اچھا کر سکتے تھے معلوم ہوا کہ تم کو کسی بڑے کام کے لئے پیدا فرمایا۔ وہ کام معرفت الٰہی اور اطاعت پیغمبر ہے ۳۔ یعنی اگر ہمارے بال بچے ہوتے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو ہمارے پاس رہتے جیسا کہ عام طور پر دستور ہے کہ ہر شخص اپنے بال بچوں کو اپنے پاس رکھتا ہے وہ تم میں رہتے ۴۔ معلوم ہوا کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے اور حق کا زور زیادہ۔ دیکھو قرآن کریم نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں حضور پر آیا مگر تمام کفرو شرک پر غالب آگیا۔ عصا موسوی تمام جادوؤں کو نگل گیا۔ آخر غلبہ حق کو ہوتا ہے اور ہو گا ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی اور بیوی خاوند کی مملوک نہیں ہو سکتے کیونکہ رب نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق میری ملک ہے پھر ان میں کوئی میرے زن و فرزند کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۶۔ یعنی قرب حضوری رکھنے والے فرشتے جنہیں ملائکہ اقربین کہتے ہیں۔ جن فرشتوں کے ذمہ دنیا کا انتظام ہے انہیں مدبرات امر کہتے ہیں ۷۔ اللہ تعالیٰ بعض مقبول انسانوں کو بھی یہ طاقت و قوت دیتا ہے۔ وہ بشر صورت ملک سیرت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال کے موقعہ پر کئی کئی دن کھانا پینا چھوڑے رہتے تھے مگر کوئی ضعف نہ ہوتا تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ نے تین سال پانی نہ پیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت صدر الافاضل نے فرمایا ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت نے پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا پیا۔ سولھواں دن پہلا رمضان کا تھا' تب افطار کیا اور آخر دم تک بہت معمولی غذا کھائی ۸۔ ان فرشتوں کے لئے تسبیح و تہلیل ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سانس۔ جیسے ہم سانس لیتے ہوئے باتیں بھی کر لیتے ہیں ایسے ہی وہ فرشتے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کے لئے دعائیں اور کفار پر لعنت کر لیتے ہیں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ اس لئے کہ اگر ایسے چند خدا مانے جائیں جیسے مشرکین مانتے ہیں تو یہ مجبور محض ہیں اور مجبور و بے خبر کی الوہیت سے عالم تباہ ہو جائے گا جیسے غافل بادشاہ کی سلطنت سے ملک برباد ہو جاتا ہے اور اگر حقیقی قدرت و علم والے چند الٰہ ہوں تو یا اگر وہ دونوں متفق ہو کر عالم کا کام چلائیں تو ایک معلول کے لئے دو مستقل علتیں لازم آویں گی۔ یہ محال بالذات ہے اور اگر وہ دونوں الٰہ مختلف ہوں تو اجتماع ضدین بلکہ اجتماع نقیضین لازم آوے گا۔ یہ تمام چیزیں محال بالذات ہیں۔ (خزائن العرفان) ۱۰۔ یہاں پوچھنے سے مراد سرزنش اور حساب کا پوچھنا ہے یعنی کسی مخلوق کی جرأت نہیں کہ رب سے عتاب کی پوچھ گچھ کرے بلکہ رب تعالیٰ ان سے پوچھ گچھ کرے گا۔ رہا سوال یعنی بھیک مانگنا۔ اس میں معاملہ برعکس ہے کہ سب اس کے سوالی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرشتوں نے رب تعالیٰ سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کی حکمت پوچھی تھی۔ وہ سوال ہی اور تھا

ا۔ دلیل عقلی یا نقلی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے سے دلیل مانگنا ذلیل کرنے کے لئے جائز ہے اور شک کی بناء پر دلیل مانگنا جرم ہے ۲۔ ساتھ والوں سے مراد حضور کی ساری امت ہے یعنی قرآن کریم میں میری امت کی نیکیوں اور گناہوں کی سزا جزا کا ذکر ہے اور پچھلی امتوں کے حالات کا قرآن کریم نے بتایا کہ کسی امت میں شرک جائز نہ ہوا۔ لہٰذا یہ توحید کی دلیل نقلی ہے ۳۔ یہ کفار کے عوام کا حال ہے کہ بے شعوری اور بے علمی سے حق کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان کے علماء جان بوجھ کر عناداً منکر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی امور سے بے علمی جرم ہے' ان کا سمجھنا فرض ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نبی پر وحی آئی تھی' نبوت کے لئے وحی لازم و ضروری ہے۔ یہاں رسول سے مراد نبی ہیں۔ کبھی نبی و رسول میں فرق ہوتا ہے اور کبھی ایک دوسرے کے معنی میں آتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء عقائد میں متفق ہیں اعمال میں فرق ہے۔ کسی نبی کے دین میں شرک جائز نہیں ہوا لہٰذا سجدہ تعظیمی شرک نہیں کیونکہ بعض انبیاء کے زمانے میں ہوا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی تردید کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کرو بلکہ اس طرح تردید کرو کہ بزرگوں کی عظمت باقی رہے کفار نے فرشتوں یا بعض پیغمبروں کو خدا کی اولاد مان کر ان کی پوجا کی تو رب نے ان محبوبوں کو برا نہ کہا بلکہ انہیں مکرم فرمایا۔ اس سے خوارج اور وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے۔ یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مان کر پوجتے تھے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے معصوم ہیں۔ ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومن گنہگار سے بھی راضی ہے' ایمان کی بنا پر' کیونکہ شفاعت گنہگاروں کی بھی ہو گی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ رب تعالیٰ کافر سے بالکل ناراض ہے اگر گنہگار مومن سے بالکل ناراض ہوتا تو انہیں یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے پیارے خطاب سے نہ پکارتا۔ ۹۔ یعنی فرشتے باوجود معصوم ہونے کے ہیبت الٰہی سے کانپتے ہیں۔ خیال رہے کہ خشیت عظمت کے خوف کو کہتے ہیں اور اشفاق رب کی بے نیازی کے خوف کو۔ رب سے ڈرنا رکن ایمان ہے جو انبیاء اولیاء فرشتے سب کو حاصل ہے بلکہ جتنا ایمان قوی اتنا ہی خوف زیادہ ۱۰۔ یعنی ان فرشتوں میں بفرض محال' جیسے رب فرماتا ہے' اگر خدا کے بیٹا ہو تو پہلے میں اسے پوجوں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ کہنے والا ابلیس ہے۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ چونکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے منھم فرمایا گیا۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ

کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں تم فرماؤ اپنی دلیل لاؤ ۱

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے ۲ اور مجھ سے اگلوں کا تذکرہ بلکہ ان میں اکثر حق

لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا

کو نہیں جانتے تو وہ روگرداں ہیں ۳ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ

رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے ۴ کہ میرے سوا کوئی معبود

اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

نہیں تو مجھی کو پوجو ۵ اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ

Page-516.bmp

پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے ۶ بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے

وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا

اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں ۷ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے

خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ

ہے اور جو ان کے پیچھے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کیلئے جسے وہ پسند فرمائے ۸

خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ

اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں ۹ اور ان میں ۱۰ جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا

مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی

معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ ع اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ

ستمگاروں کو کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان

ا۔ اس طرح کہ بارش نہ ہوتی تھی۔ پھر بارش ہوئی۔ یا اس طرح کہ پہلے سب آسمان چپٹے ہوئے تھے پھر ان میں فاصلہ فرمایا پہلی صورت میں رؤیت سے مراد ہے آنکھ سے دیکھنا۔ دوسری صورت میں دل سے دیکھنا یعنی غور کرنا ۲۔ معلوم ہوا کہ ہر حیوان پانی سے بنا ہے یا نطفہ سے پیدا ہوا۔ سب کی اصل پانی ہے۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان بھی پانی سے بنے۔ آسمان پانی کی بھاپ ہے اور زمین پانی کی جھاگ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو لنگر فرمایا۔ لنگر ڈال دینے پر جہاز جنبش نہیں کرتا۔ ایسے ہی زمین اب جنبش نہیں کرتی۔ ۴۔ جو نہ گرے نہ گھسے' حالانکہ نہ کسی ستون پر قائم ہے نہ کسی چیز میں لٹکا ہوا ہے صرف قدرت الٰہی سے قائم ہے۔ ۵۔ یعنی کفار ان نشانیوں میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم الافلاک اعلیٰ علوم ہیں جبکہ ان کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بنایا جاوے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے اس ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو۔ ۶۔ تاکہ تم رات میں آرام اور دن میں کام کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے اور دن بعد میں۔ یہ ہی اسلامی قانون ہے کہ غروب آفتاب سے تاریخ بدلتی ہے۔ عقل بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ تاریکی نور سے پہلے ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین حرکت نہیں کرتے بلکہ مدار میں سب تارے ایسے تیر رہے ہیں جیسے پانی میں تیرنے والا۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا اور نیا فلسفہ یعنی سائنس بھی بکواس ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آسمان کا قوام پانی یا ہوا کی طرح رقیق و پتلا ہے جس میں تارے تیر رہے ہیں۔ ٹھوس اور سخت نہیں۔ لہٰذا روسی راکٹ آج آسمانوں میں داخل ہوگیا ہو تو اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اس آیت کا ثبوت اور معراج کا اثبات ہو گا۔ ۸۔ حضور کے دشمن حضور کی وفات کا انتظار کرتے تھے اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ کوئی موت سے دور نہیں جسے بالکل موت نہ آئے۔ خضر و عیسیٰ علیہ السلام بلکہ مردود ابلیس کو بھی موت ضرور آنی ہے۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا چکنا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ قادیانیوں نے وہم کیا۔ غرضیکہ دراز عمر اور چیز ہے خلود کچھ اور۔ دنیا میں خلود کسی کے لئے نہیں ۹۔ عاشقوں کے لئے موت کا مزا لذیذ ہے اور غافلوں کے لئے سخت بدمزہ۔ موت ریل کی طرح کسی کو محبوب تک اور کسی کو جیل تک پہنچاتی ہے۔ ۱۰۔ کوئی خوشی سے اور کوئی ناخوش۔ ۱۱۔ شان نزول:۔ ابو جہل حضور کو دیکھ کر ہنسا کرتا تھا' مذاق کے لئے آوازیں کستا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ

اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار

الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۰ وَجَعَلْنَا فِي

چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان نہ لائیں گے اور زمین میں ہم نے

الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا

لنگر ڈالے کہ انہیں لے کر نہ کانپے اور ہم نے اس میں

فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳۱ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ

کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۳۲

چھت بنایا نگاہ رکھی گئی اور وہ اس کی نشانیوں سے روگرداں ہیں

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝۳۳ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ

ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے

قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴

دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور

الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ

بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے اور جب کافر

كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ

تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا کیا یہ ہیں وہ جو

يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾

تمہارے خداؤں کو برا کہتے ہیں ؁ اور وہ رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں ؂

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا

آدمی جلد باز بنایا گیا ؃ اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا ؄

تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

مجھ سے جلدی نہ کرو ؅ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ

سچے ہو ؆ کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو

لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ

جب نہ روک سکیں گے اپنے مونہوں سے آگ اور نہ اپنی پیٹھوں سے ؇

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ

اور نہ ان کی مدد ہو ؈ بلکہ وہ ان پر اچانک آپڑے گی تو انہیں بے حواس کر

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ

دے گی ؉ پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور بیشک

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ

تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ؊ تو مسخرگی کرنے والوں کا

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ قُلْ مَنْ

ٹھٹھا انہیں کو لے بیٹھا ؋ تم فرماؤ شبانہ

يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ

روز کون تمہاری نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے ، بلکہ وہ اپنے رب

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ

کی یاد سے منہ پھیرے ہیں ؍ کیا ان کے کچھ خدا ہیں جو ان کو ہم سے

ع ٣ | ١٢

ا۔ یعنی نعوذ باللہ یہ نبی بہت معمولی حیثیت کے ہیں اور ہمارے بت بہت شاندار یہ اتنے معمولی ہو کر ایسے شانداروں کو برا کہتے ہیں ھذا الذی یہاں توہین کے لئے ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو معمولی حیثیت کا آدمی کہنا کفر ہے وہ حضرات عبدیت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس کے اوپر درجہ الوہیت ہی ہے ٢۔ یعنی جو آپ کو ہلکی نظر سے دیکھے وہ اللہ کا ذکر صحیح طور پر نہیں کر سکتا کیونکہ تم اللہ کی معرفت کا وسیلہ عظمیٰ ہو بلکہ تم خود ذکر اللہ ہو۔ اس لئے یہاں انہیں ذکر کا منکر قرار دیا گیا۔ ٣۔ خیال رہے کہ چند چیزوں میں جلدی اچھی ہے۔ گناہوں سے توبہ' نماز کی ادائیگی۔ لڑکی کی شادی جب کفو مل جائے۔ میت کی تجہیز و تکفین۔ یہ جلدی محبوب ہے دیگر چیزوں میں جلد بازی بری ہے ٤۔ یعنی اسلام کی حقانیت کفر کے بطلان پر کھلے دلائل قائم کئے جائیں گے اور اس کے روشن نشانات دکھائے جائیں گے جیسے کمزور مسلمانوں کا قوی کفار پر غالب آنا۔ دن بدن اسلام کا عروج کفر کا زوال۔ باوجودیکہ مسلمان بے سرو سامان ہیں کفار ساز و سامان والے ٥۔ شان نزول :۔ نضر ابن حارث کہا کرتا تھا کہ جس عذاب سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ آتا کیوں نہیں۔ کب آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جلدی کرنی رب سے جلدی کرنی ہے کہ نضر نے حضور سے ہی یہ کہا تھا اور رب فرماتا ہے مجھ سے جلدی نہ کرو۔ ٦۔ یہ اس جلدی کا بیان ہے لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی تفسیر ہے ٧۔ یعنی کفار کو قبر یا حشر میں ہر طرف سے آگ گھیرے گی تو وہ کسی تدبیر سے آگ دفع نہ کر سکیں گے۔ گنہگار مومن کو آگ پہنچے گی بھی تو وہ بفضلہ تعالیٰ' اس کے صدقات و خیرات کی برکت سے یا خوف خدا میں رونے کے آنسوؤں سے انشاء اللہ بجھ جاوے گی۔ نیز مومن کو آگ ہر طرف سے نہ پہنچے گی بلکہ اس کا دل' دماغ اور آثار سجود آگ سے محفوظ رہیں گے۔ ٨۔ معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے۔ رب نے مومنوں کے لئے بہت مددگار بنائے ہیں فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ ۔ ۔ ۔ الخ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ کافروں کے چہروں کو بھی جلا دے گی لیکن گنہگار مومن کا چہرہ نہ جلائے گی۔ نشان سجدہ محفوظ رہے گا۔ مومن وہاں شکل انسانی میں ہو گا۔ کفار دوسری شکل میں ہوں گے۔ ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں سب کے حواس خراب نہ ہوں گے بعض کے حواس ٹھکانے رہیں گے جیسے رب تعالیٰ کے خاص بندے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ اور فرماتا ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ ١٠۔ لہٰذا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کمینوں کی کمینگی پر دل تنگ نہ ہوں۔ ١١۔ یعنی گزشتہ کفار انبیاء کرام کے عذاب کی خبروں پر مذاق اڑاتے تھے۔ اچانک ان پر وہ عذاب آ جاتے تھے۔ یہی حال' ان مذاق اڑانے والوں کا ہو گا ١٢۔ اللہ کے سوا یعنی رات دن ہم ہی تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور عذاب سے بچائے رکھتے ہیں ١٣۔ مومن کو چاہیے کہ اللہ کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھے۔ جو کوئی رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو اس کا سارا گھر چوری' آگ لگنے' آفات ناگہانی سے محفوظ رہے۔ نیز اللہ کے ذکر کی تری دوزخ کی آگ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے گی۔

مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

بچاتے ہیں وہ اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے لے اور نہ ہماری

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ

طرف سے انکی یاری ہو ۲ بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتاوا دیا

حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى

یہاں تک کہ زندگی ان پر دراز ہوئی ۳ تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو

الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں ۴ تو کیا یہ غالب ہوں گے

قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ

تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں ۵ اور بہرے پکارنا نہیں سنتے

اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

جب ڈرائے جائیں ۶ اور اگر انہیں تمہارے رب کے عذاب کی

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

ہوا چھو جائے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے ۷

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ

اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن ۸ تو کسی جان پر کچھ

نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

ظلم نہ ہوگا ۹ اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے

اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو ۱۰ اور بیشک ہم نے

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا

موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا ۱۱ اور اجالا اور پرہیزگاروں

Page-519.bmp

۱۔ تو اپنے پجاریوں کو کیا بچائیں گے۔ لہٰذا ان کی پوجا مفید نہیں مضر ہے۔ ۲۔ جیسے مسلمانوں کی مدد اور یاری ہوتی ہے اور ہوگی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ لمبی عمر اور زیادتی مال' زیادہ آرام عذاب الٰہی ہے اگر گناہوں میں صرف ہو۔ اور رحمت الٰہی ہے اگر نیکیوں میں صرف ہو' شیطان کی لمبی عمر اس کے لئے زیادہ عذاب کا باعث ہے اور نوح علیہ السلام کی دراز عمر شریف عین رحمت پروردگار ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ کفار کے ملک پر مسلمان قابض ہوتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کی سرحدیں لمبی اور کفار کی سرحدیں چھوٹی ہوتی جارہی ہیں۔ اس سے عبرت پکڑیں یہ آیت مدنیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے تو مسلمانوں نے فتوحات کی ہی نہیں تھیں۔ ۵۔ جن میں غلطی کا احتمال نہیں اپنے اندازے اور قیاس سے نہیں ڈراتا۔ جس میں غلطی کا امکان ہو ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر احکام سنا دینا لازم ہیں۔ دل میں اتارنا لازم نہیں۔ یہ رب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جو وعظ سے نفع حاصل نہ کرے' وہ بہرا ہے' اندھا ہے' مردہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس میں سب قوتیں موجود ہوں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر بہت بے صبرا ہوتا ہے۔ باتیں زیادہ کرتا ہے' وقت پر گھبرا بھی جلدی جاتا ہے۔ ۸۔ یہ ترازو ان کے لئے ہوگی جن کے گناہ اور نیکیاں دونوں ہوں۔ کفار کے لئے وزن نہیں کہ ان کے پاس نیکیاں نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا اور خاص نیکو کاروں کے لئے بھی وزن نہیں کہ ان کے پاس گناہ نہیں۔ رب فرماتا ہے يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ یا ترازو تو سب کے لئے ہوگا مگر نیک اعمال کا وزن اخلاص سے ہوگا۔ ۹۔ یعنی قیامت کے دن ہم وزن اعمال کے لئے میزان قائم کریں گے جس میں ہر نیک و بد اعمال تولے جائیں گے یا خود اعمال ہی مختلف شکلوں میں نمودار ہوں گے اور ان کا وزن ہوگا۔ یا نامہ اعمال تولے جائیں گے میزان قیامت حق ہے اس کا انکار گمراہی ہے ۱۰۔ اگرچہ حساب و کتاب قیامت میں فرشتے لیں گے مگر ہماری مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ قانون کے لحاظ سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۱۱۔ توریت شریف موسیٰ علیہ السلام کو تو بلاواسطہ دی گئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ خوف خدا وہ مفید ہے جو بغیر دیکھے ہو۔ دیکھ کر تو شیطان بھی ڈر لیتا ہے۔ اس نے بدر میں عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کہا تھا۔ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ، مگر یہ خوف اسے مفید نہ ہوا ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا نام ذکر بھی ہے کیونکہ اس میں اگلے پچھلوں کا تذکرہ ہے نیز معاش و معاد کے احکام بھی قرآن شریف کے بتیس نام ہیں۔ (تفسیر نعیمی) ۳۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمانے سے پہلے (روح) یا حضرت ابراہیم کے بلوغ تک پہنچنے سے پہلے۔ یعنی آپ مادر زاد مومن متقی تھے۔ نبوت بہت عرصے کے بعد عطا ہوئی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی غیر راہ نہ چلے' نہ عقائد میں نہ اعمال میں۔ جو

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
کو نصیحت وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۱
وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ
اور انہیں قیامت کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور یہ ہے برکت والا ذکر
اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ
کہ ہم نے اتارا ۲ تو کیا تم اس کے منکر ہو اور بیشک ہم نے
اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾
ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کردی ۳ اور ہم اس سے خبردار تھے ۴
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ
جب اس نے اپنے باپ ۵ اور قوم سے کہا ۶ یہ مورتیں کیا ہیں جن کے
اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا
آگے تم آسن مارے ہو ۷ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی

عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ
پوجا کرتے پایا کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ
گمراہی میں ہو ۸ بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی
مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
کھیلتے ہو ۹ کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں
وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ
اور زمین کا جس نے انہیں پیدا کیا ۹ اور میں اس پر گواہوں
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ
میں سے ہوں ۱۰ اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا

انہیں کسی وقت بھی شرک یا گنہگار مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ کیونکہ رب نے یہاں خبر دی کہ ہم نے انہیں بچپن ہی میں ہدایت دی تھی۔ ہم انہیں جانتے تھے کہ یہ اس کے اہل ہیں۔ جس کی دستگیری رب فرمائے وہ گمراہ کیسے ہو سکتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی والدہ مومنہ تھیں اسی لئے قرآن کریم میں ان کی والدہ کا ذکر ایسے موقعہ پر کبھی نہ آیا۔ کسی نبی کی ماں مشرکہ نہ ہوئیں۔ یہاں باپ سے مراد چچا ہیں۔ آپ کے والد تارخ اور چچا آزر تھے۔ آزر اس دن ہلاک ہوا جس دن آپ کو نمرودی آگ میں ڈالا گیا۔ اسی آگ کے ایک شعلے نے اسے فنا کر دیا۔ آپ نے اس کی ہلاکت کے بعد کبھی اس کے لئے دعائے مغفرت نہ کی اور اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت جب کی جبکہ آپ صاحب اولاد ہو چکے تھے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ، اب باپ' دادا' چچا سب کو کہتے ہیں مگر والد صرف باپ (تفسیر نعیمی) سورۃ انعام ۶۔ خیال رہے کہ بابل کے لوگ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی قوم چاند' سورج' تارے' نمرود اور نمرود کی ہم شکل مورتیوں کی پجاری تھی۔ نمرود اپنے کو بڑا خدا اور ان چیزوں کو چھوٹے خدا کہتا تھا۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں' کسی کا احترام نہیں اگرچہ وہ رشتے یا عمر میں بڑا ہو۔ دوسرے یہ کہ دین میں تقیہ جائز نہیں۔ تیسرے یہ کہ دین میں کثرت رائے کا اعتبار نہیں۔ اگر تمام دنیا کہے کہ رب دو ہیں وہ جھوٹے ہیں پیغمبر سچے ہیں ۸۔ قوم نے یہ اس لئے کہا کہ انہیں اپنے حق پر ہونے کا یقین کامل تھا۔ توحید ان کے نزدیک بہت عجیب شے تھی ۹۔ کیونکہ عبادت کے لائق وہ ہے جو قدیم ازلی ابدی ہو خالق ہو۔ چاند' تارے مورتیاں اور نمرود میں یہ دونوں صفتیں موجود نہیں پھر وہ معبود کیسے ہو گئے۔ اطاعت و عبادت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اطاعت ہر بڑے کی ہو سکتی ہے۔ عبادت سب سے بڑے یعنی خالق کی ہو سکتی ہے ۱۰۔ یہاں گواہی سے شرعی گواہی مراد نہیں کیونکہ خود مدعی گواہ نہیں ہو سکتا آپ اس وقت توحید کے مدعی تھے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ دبنے کے لئے پیدا نہیں ہوتے۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج جیسے فریضہ سے محروم نہ رہتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ کید کبھی اچھے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی خفیہ تدبیر' یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کبھی تقیہ نہیں کرتے۔ تقیہ تو ابلیس کا کام ہے۔ رب فرماتا ہے وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ، ۲۔ اس قوم کا سالانہ میلہ لگتا تھا۔ اس دن وہ سارا دن جنگل میں رہتے۔ رنگ رلیاں کرتے تھے۔ شام کو جب واپس آتے تو پہلے مندر میں جا کر بتوں کو پوجتے' پھر اپنے گھروں کو جاتے' اتفاقاً اس مناظرہ کے دوسرے دن میلہ تھا۔ وہ بولے کہ اچھا آپ کل چل کر ہمارا میلہ دیکھ لیں۔ پھر کچھ گفتگو کریں۔ دوسرے دن آپ تو معذرت فرما کر شہر میں رہ گئے اور وہ سب لوگ باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کے پیچھے مندر کے سارے بت توڑ دیئے اور بسولہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا ۳۔ اس بڑے بت سے یا ابراہیم سے۔ ۴۔ یہ خبر نمرود اور اس کے درباریوں کو پہنچی تو وہ لوگ ۵۔ کہ ان لوگوں نے بتوں کو توڑتے دیکھا' یا بتوں کو برا کہتے سنا۔ معلوم ہوا کہ نمرود جیسا ظالم و جابر بادشاہ بھی گواہی شاہدی کے بعد مقدمہ کے فیصلے کرتا تھا۔ آج جو حکام یک طرفہ بیان لے کر بغیر گواہی شاہدی کے فیصلہ کر دیتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔ مدعی' مدعا علیہ کے بیان لئے بغیر فیصلہ نہ ہونا چاہیے۔ ۶۔ کبیر ھم' سے مراد رب تعالیٰ ہے کیونکہ وہ رب تعالیٰ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود کہتے تھے۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا کام گویا رب کا کام تھا۔ لہٰذا اپنے اس فعل کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ یا وہ مطلب ہے جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ کلام استہزاء تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہو گا۔ جملہ نکیہ اور استہزاء میں کذب اور جھوٹ نہیں ہوتا۔ یہ جملہ انشائیہ ہوتا ہے۔ رب کافروں سے فرمائے گا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ بہرحال آپ نے جھوٹ نہ بولا۔ ۷۔ کہ ایسی بے جان اور مجبور چیزوں کی پوجا کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں مگر اتنا سوچ لینا ایمان کے لئے کافی نہیں جب تک اقرار و اعتراف بھی نہ ہو' اس لئے وہ مشرک ہی رہے ۸۔ شیطان نے یا نفس امارہ نے انہیں پھر اوندھے کفر کی طرف لوٹایا مگر چونکہ ان کا پہلا سوچنا ایمان نہ تھا اس لئے اس لوٹنے کو ارتداد نہ قرار دیا گیا۔ ۹۔ یعنی ان کی عبادت نفع نہیں دیتی۔ اور انہیں توڑنا پھوڑنا نقصان نہیں دیتا۔ دیکھ لو میں نے توڑ دیا۔ مجھ سے یہ کچھ نہ بولے۔ ورنہ پتھر سے نفع بھی ہے، اور نقصان بھی۔ اس سے عمارات بنتی ہیں۔ کسی کو مارو تو سر پھٹ جاتا ہے۔

بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا

بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر ۱؎ تو ان سب کو چورا کر دیا ۲؎ مگر ایک کو جو

كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ

ان سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں ۳؎ بولے کس نے

فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا

ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بیشک وہ ظالم ہے ان میں کے

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

کچھ بولے ہم نے ایک جوان کو انہیں برا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں ۴؎ بولے

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں ۵؎

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾

بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ

فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہو گا ۶؎ تو ان سے پوچھو

كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

اگر بولتے ہوں تو اپنے جی کی طرف پلٹے ۷؎ اور بولے بے شک

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ

تمہیں ستم گار ہو ۸؎ پھر اپنے سروں کے بل اوندھائے گئے ۸؎

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ

کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں کہا تو کیا اللہ کے سوا ایسے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾

کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے ۹؎

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں خلق کا خوف نہیں ہوتا۔ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ یہ بھی معلوم ہوا کہ خالق کی راہ میں خلق کی رعایت نہیں کر سکتے۔ نہ بادشاہ کی' نہ باپ دادا کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے تمام کفار سے اس دلیری اور جرأت سے کلام فرما رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو بعض وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنا بھی سنت ابراہیمی ہے۔ کہ آپ نے ان سے فرمایا۔ تف ہے تم پر' رب فرماتا ہے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ جو کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنا بھائی سمجھو' وہ اس سے عبرت پکڑیں ۲۔ چنانچہ نمرود اور اس کی قوم نے آپ کو قید کر دیا اور بستی کوثی میں ایک ماہ تک لکڑیاں جمع کرتے رہے پھر بہت بڑی آگ جلائی جس کی تیزی سے پرندے ہوا میں اڑ نہ سکتے تھے۔ پھر آپ کو گوپھن میں رکھ کر آگ کی طرف پھینکا۔ اس وقت آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ راہ میں جبریل امین ملے۔ فرمانے لگے۔ کیا آپ کو کچھ حاجت ہے۔ فرمایا تم سے کچھ نہیں۔ عرض کیا کہ کیا رب سے ہے۔ فرمایا۔ وہ خود جانتا ہے۔ آپ نے سمجھا یہ تھا کہ امتحان کے وقت دعا کرنی بھی مناسب نہیں۔ شاید بے صبری میں شمار نہ ہو جائے ہد ہد اپنی چونچ میں پانی لا کر آگ پر ڈالتا تھا۔ گرگٹ دور سے پھونکیں مارتا تھا۔ نہ ہد ہد کے پانی ڈالنے سے آگ بجھ گئی' نہ گرگٹ کی پھونک سے آگ روشن ہو گئی۔ مگر دل کا پتہ لگ گیا۔ اسی لئے گرگٹ کو مارنے کا حکم ہے ۳۔ یعنی گرمی سے ٹھنڈی ہو جا اور سردی سے سلامتی میں رہ۔ اگر سلاما" نہ فرمایا جاتا تو آگ زیادہ ٹھنڈی ہو کر تکلیف کا باعث بن جاتی ۴۔ اس طرح کہ آپ کو آگ سے بچا لیا اور نمرود کو مچھر سے ہلاک کر دیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ اگر مومن دنیا میں اچھی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنا گھر آگ میں بنائے' رب تعالیٰ اسے گلزار کرے گا۔ ۶۔ یعنی زمین شام جہاں دینی و دنیاوی برکتیں ہیں' وہ جگہ انبیاء کرام کی آرام گاہ ہے اور وہاں کثرت سے پھل اور نہریں ہیں' وہاں کی آب و ہوا نہایت نفیس ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نیک اولاد اللہ کی خاص رحمت ہے۔ نیک اولاد وہ اعلیٰ پھل ہے جو دارین میں کام آتا ہے۔ ۸۔ اس زمانے کے لوگوں کا کہ ان سب پر آپ کی اطاعت لازم تھی۔ یا تمام جہان کا ہمیشہ کے لئے انہیں نبی بنایا کہ بذریعہ انبیاء ان پر ایمان لانا سب پر فرض کیا ہے ۹۔ اشارۃً معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اول ہی سے صالح اور نیکی کرنے والے ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ کہ لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم کریں۔ ورنہ پیغمبر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یا زکوٰۃ سے مراد طہارت قلب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی زکوٰۃ نہ دی۔ مال ہی جمع نہ فرمایا۔ ۱۱۔ لوط علیہ السلام حضرت ہارون کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم کی دعا سے نبی ہوئے۔

أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا
تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں
تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ
عقل نہیں [۱] بولے ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو
كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
اگر تمہیں کرنا ہے [۲] ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی
عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
ابراہیم پر [۳] اور انہوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے سب سے
الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ
بڑھ کر زیاں کار کر دیا [۴] اور ہم نے اسے اور لوط کو نجات بخشی [۵] اس زمین
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ

کی طرف جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی [۶] اور ہم نے اسے اسحاق عطا
وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ
فرمایا اور یعقوب پوتا اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا [۷] اور
جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ
ہم نے انہیں امام کیا [۸] کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی
فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ
اچھے کام کرنے [۹] اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی [۱۰]
وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ۙ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا
اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا [۱۱]
وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ
اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے

الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ

کام کرتی تھی ۱ بے شک وہ برے لوگ بے حکم تھے اور

اَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ہم نے اسے اپنی رحمت میں داخل کیا، بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے

وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ

اور نوح کو جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اسکی دعا قبول کی اور اسے

وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ

اور اس کے گھر والوں کو ۲ بڑی سختی سے نجات دی ۳ اور ہم نے ان لوگوں پر اس

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

کو مدد دی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ۴ بے شک وہ برے لوگ تھے

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ

تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ۵ اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو

اِذْ يَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں

الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا

چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے ہم نے وہ معاملہ سلیمان

سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؗ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ

کو سمجھا دیا ۶ اور ان دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا ۷ اور داؤد کے ساتھ

دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے ۸ اور یہ ہمارے کام تھے

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ

اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ

۱۔ یعنی لڑکوں سے بدفعلی۔ یہ سدوم اور آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار گو عبادات کے مکلف نہیں مگر درستی معاملات کے مکلف ہیں ۲۔ یعنی ان کی ایک بیوی کو اور مومن بچوں کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل میں داخل ہے۔ ۳۔ یعنی کافر قوم سے یا پانی کے طوفان سے 'معلوم ہوا کہ کافروں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس پر خوش ہونا چاہیے۔ ۴۔ اولاد نوح علیہ السلام کو معجزے دے کر پھر اس قوم کو غرق کرکے 'اس دوسری خبر کا ذکر آگے ہے ۵۔ اس طرح کہ روئے زمین میں کوئی کافر نہ بچا۔ یہ آپ کی اس دعا کا اثر تھا۔ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۶۔ داؤد علیہ السلام اس وقت تخت سلطنت پر جلوہ گر تھے۔ نبی تھے اور حضرت سلیمان کمسن تھے۔ عمر شریف صرف گیارہ سال تھی۔ ایک مقدمہ داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ چرواہے کے بغیر قوم کی بکریاں رات کے وقت کسی کے کھیت میں پڑ گئیں۔ تمام کھیت خراب ہو گیا۔ ۷۔ یہ مقدمہ داؤد علیہ السلام نے اس طرح طے فرمایا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جاویں کیونکہ ان بکریوں کی قیمت کھائے ہوئے کھیت کے برابر تھی۔ مدعی' مدعا علیہ جب وہاں سے رخصت ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے آسان صورت بھی ہو سکتی ہے۔ داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو قسم دے کر فرمایا کہ بیان کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھیت والے کو بکریاں عاریۃً دلوا دی جاویں اور بکریوں والے اس کا کھیت پھر کاشت کریں جب کھیت اس حالت میں پہنچ جاوے جس پر خراب ہوتے وقت تھا تو کھیت والا مالکوں کو بکریاں واپس کر دے اور اپنے اس کھیت پر قبضہ کر لے۔ اس مدت میں کھیت والا بکریوں کا دودھ وغیرہ استعمال کرے۔ داؤد علیہ السلام نے یہی حکم جاری فرمایا۔ ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے کہ اجتہاد برحق ہے اور اہل اجتہاد کو اجتہاد کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ نبی بھی اجتہاد کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہاد سے تھے نہ کہ وحی سے۔ تیسرے یہ کہ نبی کے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے تو غیر نبی میں بدرجہ اولیٰ غلطی کا احتمال ہے۔ چوتھے یہ کہ خطا پر مجتہد گنہگار نہیں ہو گا' دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام سے خطا اجتہادی ہوئی مگر اس پر کوئی عتاب نہ آیا۔ پانچویں یہ کہ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ٹوٹ سکتا ہے۔ نص اجتہاد سے نہیں ٹوٹ سکتی۔ چھٹے یہ کہ نبی خطاء اجتہادی پر قائم نہیں رہتے۔ رب تعالیٰ اصلاح فرما دیتا ہے۔ ساتویں یہ کہ شریعت داؤدی میں کھیت کے نقصان کا یہ حکم تھا۔ ہماری شریعت میں اگر چرواہا ساتھ نہ ہو' بکریوں والے پر ضمان نہیں ۹۔ اس طرح کہ پہاڑ اور پرندے آپ کے ساتھ ایسی تسبیح کرتے تھے کہ سننے والے ان کی تسبیح سنتے تھے۔ ورنہ شجر و حجر اللہ کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں ۱۰۔ یعنی زرہ بنانا۔ اس طرح کہ لوہا آپ کے ہاتھ شریف میں نرم ہو جاتا تھا۔ آپ جدھر چاہتے موڑ لیتے۔ اس سے آپ نے زرہ بنائیں جو جنگوں میں کام آتی ہیں۔

ا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا۔ کہ تمہیں اس نے حضرت داؤد کے ذریعہ زرہ بخشی۔ یا اے داؤد کی امت کہ اس نے تمہارے پیغمبر کو یہ نعمت بخشی۔ خیال رہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر فروخت فرماتے تھے۔ اس پر آپ کا گذارہ تھا۔ بیت المال سے کبھی کچھ نہ لیا (روح) آپ ہی زرہ کے موجد ہیں۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت سلیمان کی سلطنت عام تھی۔ آپ جنات اور ہوا پر بھی حاکم تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ کہنا شرک نہیں کہ فلاں کے حکم سے یہ کام ہوتا ہے۔ دیکھو رب نے فرمایا کہ حضرت سلیمان کے حکم سے ہوا چلتی تھی۔ لٰہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے حکم سے چاند پھٹا سورج واپس ہوا۔ حضور کے حکم سے بارشیں ہوئیں

بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ
سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے لہ اور سلیمان کیلئے تیز ہوا مسخر
عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا
کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی تہ اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت
فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ
رکھی تہ اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے
مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ
وہ جو اس کے لئے غوطہ لگاتے تہ اور اس کے سوا اور کام کرتے ہ
وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿۸۲﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي
اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے تہ اور ایوب کو (یاد کرو) تہ جب اس نے اپنے رب کو
مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا
پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے شہ تو ہم نے اسکی
لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَ
دعا سن لی تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی اور ہم نے اسے اس کے گھر والے
مِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ
اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور عطا کئے ؎ اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی
لِلْعَابِدِينَ ﴿۸۴﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ
والوں کے لئے نصیحت اور اسماعیل اور ادریس نلہ اور ذوالکفل کو (یاد کرو)
كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ﴿۸۵﴾ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا
وہ سب صبر والے تھے لہ اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا
إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ
بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں اور ذوالنون کو (یاد کرو) تلہ جب چلا

وغیرہ۔ یہ حکم عطاء خداوندی سے ہے ۳۔ کہ آپ اپنے پایۂ تخت سے صبح و شام ہوا میں اڑتے ہوئے ایک ایک ماہ کی مسافت پر سیر فرما آتے تھے۔ یہاں زمین سے مراد زمین شام ہے ۴۔ موتی وغیرہ نکالنے کے لئے ۵۔ عمارتیں بنانا' عجیب و غریب مصنوعات تیار کرنا ۶۔ کہ آپ کے حکم سے سرکشی نہ کر سکتے تھے اور اپنا کیا ہوا کام بگاڑتے نہ تھے' جیسا کہ ان کا دستور ہے۔ یہ عموم سلطنت آپ کا معجزہ تھا۔ ۷۔ ایوب علیہ السلام' اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ حرّان یعنی دمشق کی ایک بستی کے نبی تھے آپ کی سات لڑکیاں اور سات لڑکے اور بیشمار جانور تھے اور مال تھے خود بہت حسین و جمیل تھے' رب نے آپ کا امتحان لیا کہ تمام اولاد فوت ہو گئی۔ مکانات گر گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ خود بیمار ہو گئے۔ تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے اور سارا جسم شریف زخموں سے بھر گیا۔ آپ کی بیوی کے سوا سب نے آپ کو چھوڑ دیا۔ سات برس تک یہ آزمائش رہی۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت پیش کرنی بھی دعا ہے' اور رب کی حمد و ثنا بھی دعا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کے وقت رب کی حمد ضرور کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں رب کی ایسی حمد کرنی چاہیے۔ جو دعا کے موافق ہو۔ یہ نہ کہے کہ اے قہار مجھ پر رحم فرما۔ یا اے ارحم الراحمین کفار کو غارت کر' بلکہ مطابق دعا اسے اعلیٰ ناموں سے یاد کرے۔ ۹۔ اس طرح کہ آپ کے پاؤں کی رگڑ سے غیبی چشمہ پیدا ہوا۔ اس کا پانی پینے اور نہانے سے اندرونی بیرونی بیماریاں دفع ہوئیں اور آپ کی فوت شدہ اولاد زندہ کی گئی۔ بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی گئی۔ ۱۰۔ حضرت ادریس کا نام شریف اخنوق ابن برد ابن مہلائیل ہے آپ نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ آپ جنت میں زندہ پہنچائے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۱۱۔ اللہ کی عبادت' قوم کی تکلیف' قدرتی بلاؤں پر صابر تھے۔ ۱۲۔ آپ کا نام یونس ابن متی ہے' لقب ذوالنون یعنی مچھلی والے نبی۔ کیونکہ آپ ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ آپ موصل کے علاقہ نینوا بستی کے نبی تھے۔

مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى

غصہ میں بھرا ہوا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے ۲ تو اندھیریوں

فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ

میں پکارا ۳ کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک

كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ

مجھ سے بے جا ہوا ۴ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے

مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّاۤ

نجات بخشی ۵ اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو ۶ اور زکریا کو

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ

جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى

وارث ہے ۷ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى

اور اس کے لئے اس کی بی بی سنواری ۸ بیشک وہ بھلے کاموں میں جلدی

الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا

کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور

خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

گڑگڑاتے تھے ۹ اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی ۱۰ تو ہم نے اس میں

فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً

اپنی روح پھونکی ۱۱ اور اسے اور اس کے بیٹے کو سارے جہان کے لئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ

نشانی بنایا ۱۲ بے شک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے ۱۳

۱۔ نینوائے والوں سے ناراض ہو کر' کیونکہ انہوں نے آپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ ایمان نہ لائے ۲۔ یعنی عتاب نہ فرمائیں گے۔ یہ آپ سے خطاء اجتہادی ہوئی۔ کہ آپ نے رب کے حکم کا انتظار نہ فرمایا اور نینوائے بستی سے روانہ ہو گئے۔ بحر روم میں پہنچے کشتی میں سوار ہوئے بیچ سمندر میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا ہے۔ قرعہ ڈالا۔ آپ کا نام نکلا۔ آپ نے فرمایا واقعی میں ہی ہوں۔ اور خود سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ مچھلی آپ کو نگل گئی ۳۔ رات کی' دریا کی' مچھلی کے پیٹ کی اندھیریاں ۴۔ اگر یہ لفظ نبی کے لئے کوئی دوسرا بولے تو کافر ہو گا۔ ان کا اپنے متعلق یہ عرض کرنا کمال ہے۔ یہاں ظلم کے معنی خلاف اولیٰ کا کام سرزد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے کسی حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہ کی تھی۔ اس آیت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کے ورد سے اڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ پیغمبر کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اثر رکھتے ہیں ۵۔ کہ چالیس دن کے بعد مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے پر ڈالا۔ اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہے کیونکہ پیغمبر کا مسکن رہا۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو مچھلی کے پیٹ میں روشنی اور ہوا ملی۔ ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جو اس دعا کا ورد کرے مصیبت کے وقت' تو اسے نجات نصیب ہو گی ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ دین کی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا اور فرزند کی تمنا کرنی سنت نبی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسی دعا مانگے' اسی قسم کے نام سے رب کو یاد کرے۔ چونکہ ان کا فرزند ان کے کمال کا وارث ہونا تھا' لہٰذا رب کو وارث کی صفت سے یاد فرمایا ۸۔ اس طرح کہ وہ بانجھ تھیں انہیں قابل اولاد بنا دیا۔ نہ اس طرح کہ بوڑھی کو جوانی بخشی۔ کیونکہ رب نے پہلے ہی وحی بھیجی تھی۔ قَالَ كَذٰلِكَ تمہارے بچہ ایسے ہی بڑھاپے کی حالت میں ہو گا ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ جو مقبول الدعاء ہونا چاہے وہ یہ تین کام کرے نیکیوں میں دیر نہ لگائے' ہر وقت رب سے دعائیں مانگے اور رب کے حضور عاجزی اور انکساری کرے۔ ۱۰۔ یعنی بی بی مریم جو ہمیشہ کنواری رہیں اور نہایت پاکدامن۔ معلوم ہوا کہ عورت کے لئے پاکدامنی بہترین وصف ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فیض دینے کے لئے پھونک مارنا سنت ملائکہ ہے' دوسرے یہ کہ صالح بندے کے کام رب کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ رب تعالیٰ پھونک اور سانس سے پاک ہے۔ حضرت جبریل نے پھونک ماری تھی مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پھونک ماری۔ اسی طرح فنا فی اللہ بندہ رب کے کاموں کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۱۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا اور کنواری مریم سے بچہ ہونا' یہ دونوں رب کی نشانیاں ہیں۔ ۱۳۔ یعنی سارے نبیوں کا دین اسلام ہے۔ عقائد میں سب متفق ہیں۔

ا۔ یعنی جو دین بذریعہ انبیاء بھیجا گیا وہ پاک ہے اور لائق قبول ہے اسے اختیار کرو۔ پھر میری عبادت کرو۔ کیونکہ عقائد اعمال پر مقدم ہیں۔ خیال رہے کہ امت گروہ و جماعت کو بھی کہتے ہیں اور گروہ کے حاکم یعنی امام کو بھی اور گروہ کے عقیدے یعنی دین کو بھی۔ یہاں تیسرے معنی میں ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ وہاں امت بمعنی امام ہے لہٰذا آیت صاف ہے۔ ۲۔ یعنی لوگوں نے آسمانی دین کو چھوڑ کر عقل سے مختلف دین گھڑ لئے۔ خود بھی بکھر گئے اور ان کے اعمال بھی جداگانہ ہو گئے۔ یہ سب سزا کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کے دینی اعمال مختلف رہے مگر ان کا یہ اختلاف بحکم الٰہی تھا جس میں ہزارہا حکمتیں تھیں وہ اختلاف پکڑ کا باعث نہیں۔ ان کا خود ساختہ اختلاف عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۳۔ یعنی جو ایمان لا کر نیک اعمال کرے اسے جزاء دی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کوئی نیکی قبول نہیں اور انشاء اللہ مومن کی نیکیاں برباد نہیں بلکہ اُن کی محنت ٹھکانے لگے گی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا ہم لکھ رہے ہیں ۵۔ یہاں حرام بمعنی ناممکن ہے۔ اور لَا یَرْجِعُوْنَ حرام کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار ہلاکت کے بعد دوبارہ دنیا میں نیک کام کرنے کے لئے نہ آسکیں گے ابھی اس زندگی میں جو نیکی ہو سکے کریں' ایمان لائیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا معنی یہ ہیں کہ جو شقی ازلی ہیں' وہ حق کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہیں ۶۔ یعنی کفار کا ہلاک ہوتا رہنا اس وقت تک ہو گا جب تک کہ یاجوج اور ماجوج نکلیں۔ یہ اَهْلَكْنٰهَا کی انتہا ہے۔ اور بھی اس کے مطلب بیان کئے گئے ہیں ۷۔ یاجوج ماجوج انسانوں کے دو قبیلے ہیں۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ نو حصے یہ ہیں اور دسواں حصہ باقی سارے انسان جب وہ نکلیں گے تو تمام دریاؤں کا پانی پی جائیں گے۔ ۸۔ سخت دہشت وحشت کی وجہ سے' اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن ایسی دہشت سے محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۹۔ یہ لوگ پہلے تو اپنے کو غافل کہیں گے پھر کہیں گے کہ نہیں ہم دیدہ دانستہ مشرک ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت کا اقرار گناہ کام نہ آئے گا۔ ۱۰۔ یعنی وہ بے جان چیزیں جو مشرکین کی معبود ہیں جہنم میں جائیں گی جیسے چاند' سورج' تارے' بعض درخت و پتھر جن کی پوجا ہوتی ہے۔ مگر یہ چیزیں عذاب پانے کو نہ جائیں گی بلکہ انہیں عذاب دینے کو کیونکہ قصور تو مشرکوں کا ہے نہ کہ ان بے جان چیزوں کا۔ لہٰذا جن انبیاء کی پوجا کی گئی ہے جیسے عیسیٰ و عزیز علیہم السلام' انہیں اس آیت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مَا غیر ذی عقل کے لئے آتا ہے۔ نیز ان نبیوں کی عبادت نہیں کی گئی بلکہ ان کے غلط فوٹوؤں اور صلیب وغیرہ کی پوجا کی گئی۔ واقعی وہ بھی دوزخ میں جائیں گی۔ ۱۱۔ ان معبود چیزوں کو دوزخ میں بھیجنے کے دو مقصد ہوں گے۔ ایک تو کفار کے عذاب میں زیادتی کہ وہاں کی بھی گرمی ہو اور سورج کی بھی تپش۔ دوسرے ان کفار کو ان چیزوں کی بے بسی دکھا کر ان کی عبدیت و بندگی ظاہر کرنا۔ یہاں دوسرے مقصد کا ذکر ہے کہ اگر یہ چیزیں رب ہوتیں تو خود دوزخ میں کیوں آتیں ۱۲۔ یعنی معبودوں کو بھی اور ان کے پجاریوں کو بھی۔ پجاری عذاب پانے کے لئے اور جھوٹے معبود سورج وغیرہ عذاب دینے کو

وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ

اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو [1] اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے

كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

ٹکڑے کر لیے [2] سب کو ہماری طرف پھرنا ہے [3] تو جو کوئی کچھ بھلے کام کرے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

اور ہو ایمان والا تو اسکی کوشش کی بے قدری نہیں [3] اور ہم اسے لکھ رہے ہیں [4]

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں [5]

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ

یہاں تک [6] جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج [7] اور وہ ہر

كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور قریب آیا سچا وعدہ

فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا

تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی [8] کہ ہائے

قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾

ہماری خرابی بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے [9]

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ

بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے

جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ

ایندھن ہو [10] تمہیں اس میں جانا اگر یہ خدا ہوتے جہنم میں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ

نہ جاتے [11] اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا [12] وہ اس

فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿۱۰۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ

میں رینگیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ۱؎ بے شک وہ جن

سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿۱۰۱﴾

کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں ۲؎

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ

اور وہ اس کی بھنک نہ سنیں گے ۳؎ اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں

أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ

میں ہمیشہ رہیں گے ۴؎ انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی

وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ

گھبراہٹ ۵؎ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے

تُوعَدُونَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ

وعدہ تھا ۶؎ جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے

لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ۚ وَعْدًا

اعمال کو لپیٹتا ہے ۷؎ ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے ۸؎ یہ وعدہ

عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ

ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت

مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

کے بعد لکھ دیا ۹؎ کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے

الصَّالِحُونَ ﴿۱۰۵﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿۱۰۶﴾

ہوں گے ۹؎ بے شک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو ۱۰؎

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ إِنَّمَا

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے ۱۱؎ تم فرماؤ مجھے تو

۱؎ یعنی ایک دوسرے کی چیخ وپکار نہ سنیں گے' یا تو دوزخ کی یا اپنی خطرناک آواز کی وجہ سے یا ہر کافر آگ کی پیٹی میں بند ہو گا۔ جس سے ایک دوسرے کی آواز نہ سن سکے گا۔ ۲؎ یعنی صالحین بندے' اگر کوئی ان کی پوجا بھی کرے' تب بھی انہیں جنہم سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ ان معبودوں کو دوزخ میں جانا ہو گا جو یا تو بے جان ہیں یا خود کافر ہیں۔ یعنی سرداران کفر۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳؎ یعنی ان مقبولوں کا دوزخ میں جانا تو بہت دور ہے وہ تو دوزخ کی آواز بھی نہ سنیں گے۔ خیال رہے کہ دوزخ کا جوش اور شور چالیس سال کی راہ سے سنا جاتا ہے۔ مگر یہ لوگ یہ بھی نہ سنیں گے۔ ۴؎ معلوم ہوا کہ قیامت کی گھبراہٹ سب کو ہو گی مگر صالحین اس سے محفوظ رہیں گے کیونکہ وہ دنیا میں رب کے خوف سے گھبرا چکے۔ ۵؎ شان نزول :۔ جب آیت إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حصب جہنم نازل ہوئی تو ابن زبعری بولا۔ کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر و تمام فرشتے علیہم السلام دوزخی ہیں کیونکہ ان کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ تب یہ آیت آئی ۶؎ نامہ اعمال لکھنے والا فرشتہ' انسان کے مرنے پر اس کا نامہ اعمال لپیٹ دیتا ہے۔ ۷؎ ننگا اور بے ختنہ یعنی قیامت میں ہر شخص ننگا اور بے ختنہ اٹھے گا۔ خیال رہے کہ اس سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر میں ہے مگر ہیبت کی وجہ سے کوئی کسی کو نہ دیکھے گا۔ ۸؎ یعنی داؤد علیہ السلام کی کتاب میں پہلے ان کی امتوں کو نصیحتیں فرمائیں۔ پھر یہ پیش گوئی درج فرمائی۔ یا ذکر سے مراد توریت شریف ہے یعنی توریت کے بعد زبور نازل فرمائی جس میں یہ درج فرمایا۔ ۹؎ یعنی جنت کی زمین۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ۔ یہ شام کی زمین کہ نبی آخر الزمان کی امت فتح کرے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یہ مطلب نہیں کہ جو زمین کا مالک ہو جاوے وہ صالح ہو۔ یہ عارضی ملکیت تو نمرود اور فرعون کو بھی مل گئی تھی۔ خیال رہے کہ جنتی مومن جنت میں اپنا حصہ بھی لیں گے اور کفار کا بھی کیونکہ رب تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی ہے۔ ۱۰؎ یعنی قرآن کریم مومنوں عابدوں کو ہدایت و رہبری کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اسے صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تفہیم کے ماتحت سمجھا جاوے۔ محض عقل سے سمجھ کافی نہیں ۱۱؎ خیال رہے کہ رب نے اپنے لئے رب العالمین فرمایا اور حضور کے لئے رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ معلوم ہوا کہ جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے' اس کے لئے حضور رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے' تام ہے' کامل ہے' شامل ہے' عام ہے' عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے' دونوں جہان میں دائمی موجود ہے (روح) پھر حضور کی رحمت عامہ رزق وغیرہ ہر کافر و مومن کو پہنچتی ہے اور رحمت خاصہ ایمان و عرفان وغیرہ صرف مومنوں کو۔ رب فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اگر کوئی شخص خود ہی اس رحمت کو اپنے لئے عذاب بنائے' تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ بارش سے بعض سبزے جل جاتے ہیں۔ سورج سے چمگادڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ اس میں سورج و بارش کا قصور نہیں۔

ا۔ یہاں انما حصر اضافی ہے۔ یعنی مجھے صرف توحید کی وحی ہوئی، شرک کی نہ ہوئی۔ یہ مطلب نہیں کہ توحید کے سوا کسی حکم کی وحی نہیں ہوئی ۲۔ یعنی پہلے سے تمہیں جنگ کی اطلاع دے دی۔ اچانک تم پر حملہ نہ کیا۔ تاکہ ہماری طرح تم بھی جنگ کی تیاری کرلو۔ یا تم سب کو یکساں تبلیغ فرمادی۔ تبلیغی حکم کسی سے چھپایا نہیں۔ لہٰذا اس میں فرقہ باطنیہ کا رد ہے ۳۔ یعنی بغیر وحی الٰہی صرف اٹکل و قیاس سے نہیں جانتا کہ عذاب الٰہی دور ہے یا نزدیک لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ اِقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ اور اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ حضور جانتے ہیں کہ قیامت قریب ہے خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت پہلی اور دوسری انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں ۴۔ یعنی اللہ

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم

یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ ۱ تو کیا تم مسلمان

مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ

ہوتے ہو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو فرمادو میں نے تمہیں لڑائی کا اعلان کردیا برابری پر ۲

وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾

اور میں کیا جانوں کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۳

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا

بے شک اللہ جانتا ہے آواز کی بات اور جانتا ہے جو تم

تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

چھپاتے ہو ۴ اور میں کیا جانوں شاید وہ تمہاری جانچ ہو ۵

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا

او[illegible] نبی نے عرض کی کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرمادے ۶ اور ہمارے رب

الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

رحمٰن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

اٰیَاتُهَا ۷۸	۲۲ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۳	رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورہ حج کی ہے سوا چھ آیتوں هذان خصمان الخ کے، یا مدنی اس میں دس رکوع، ۷۸ آیتیں ۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۸ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی

شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

سخت چیز ہے ۹ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے

تعالیٰ تمہارے علانیہ کفر اور دلوں کے بغض و حسد مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشوں کو جانتا ہے۔ سب کی سزا دے گا۔ ۵۔ یعنی تمہیں مہلت ملنا اور باوجود اس سرکشی کے تم پر عذاب نہ آنا، رحمت نہیں، بلکہ رب کا سخت عذاب ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا خاص کا ذکر فرمایا اور اس دعا کے اثر کا ظہور جنگ بدر و حنین میں ہوا۔ کہ کفار کو باوجود زیادہ تعداد و سامان کے شکستیں ہوئیں۔ نہتے تھوڑے مسلمانوں کو فتوحات۔ یہ رب کا فیصلہ حق تھا۔ ۷۔ سورۃ الحج مکیہ ہے سوا چھ آیتوں کے هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ۔ یا مدنیہ ہے۔ اس میں دس" رکوع" اٹھتر آیتیں، ایک ہزار دو سو اکیانوے کلمات اور پانچ ہزار چھتر حروف ہیں۔ ۸۔ اس طرح کہ کافر مومن بن جاویں۔ فاسق نیک کار ہو جاویں اور نیک کار نیکی پر قائم رہیں۔ غرضیکہ ہر شخص کو رب کا خوف چاہیے ۹۔ اس زلزلہ سے خاص زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے قریب آفتاب مغرب سے طلوع ہونے سے متصل واقع ہو گا۔ یہ تمام زلزلوں سے سخت تر ہو گا۔ یا اس سے خاص قیامت کے دن کا زلزلہ مراد ہے۔

ع ۷ النصف

۱۔ یعنی قیامت کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ اگر اس وقت حاملہ یا مرضعہ عورتیں ہوتیں تو ان کے حمل گر جاتے' اور بچوں کو بھول جاتیں ورنہ اس دن نہ کسی کو حمل ہو گا نہ کوئی بچہ شیر خوار ہو گا۔ کیونکہ قیامت سے چالیس سال پہلے ولادت بند ہو چکی ہو گی۔ اگر قیامت سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت کا زلزلہ مراد ہے تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس وقت حمل وغیرہ سب ہوں گے ۲۔ بلکہ ہیبت الٰہی سے ہوش اڑ چکے ہوں گے۔ اس سے بھی حضور اور حضور کے خاص غلام علیحدہ ہیں ۳۔ جیسے نضر ابن حارث جو فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں مانتا تھا اور اس پر مسلمانوں سے جھگڑتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں باطل والا آدمی جھگڑالو اور

عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

دودھ پیتے کو بھول جائے گی ۱ اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے ۲ مگر ہے

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے

يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ

معاملہ میں جھگڑتے ہیں ۳ بے جانے بوجھے ۴ اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے

مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ

ہو لیتے ہیں۔ جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس کی دوستی کرے گا ۵ تو یہ

يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا

ضرور اسے گمراہ کر دے گا اور اسے عذاب دوزخ کی راہ بتائے گا اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا

لوگو ۶ اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ

ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے ۷ پھر پانی کی بوند سے ۸ پھر خون کی پھٹک سے ۹ پھر گوشت

عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی ۹ تاکہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں

لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى

ظاہر فرمائیں ۱۰ اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں

اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا

ایک مقرر میعاد تک ۱۱ پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ ۱۲ پھر اس لئے کہ تم اپنی

حق پرست بر حق ہوتا ہے۔ دونوں کو جھگڑالو نہیں کہا جا سکتا یہ آیت نضر ابن حارث کے متعلق نازل ہوئی ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی ذات و صفات میں بغیر علم بحث کرنی بری ہے اسے بغیر جھگڑے مانو۔ پیغمبر کے قول پر اعتماد کرو۔ لیکن علماء دین تحقیق کے لئے اس کی ذات و صفات میں بحث کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ جھگڑا مقصود نہ ہو۔ صرف اعتراضات کا اٹھانا اور حق کی تحقیق کا قصد ہو۔ لہٰذا علم کلام برا نہیں' اچھا ہے ۵۔ اس طرح کہ برے عقیدے رکھے' یا برے اعمال کرے' یا برے لوگوں سے محبت کرے۔ غرضیکہ شیطانی چیزوں شیطانی لوگوں سے محبت شیطان سے محبت ہے۔ جیسے اللہ والوں سے محبت، اللہ سے محبت ہے۔ ۶۔ یعنی اے کافرو! اور قیامت کے منکرو' کیونکہ آئندہ مضامین اس کے مطابق ہیں ۷۔ یعنی آدم علیہ السلام کو کیونکہ والد کا پیدا کرنا بالواسطہ اولاد کو پیدا فرمانا ہے یا اس طرح کہ ہر انسان کی پیدائش نطفہ سے' اور نطفہ خون سے خون غذا سے اور غذا مٹی سے ہے۔ ۸۔ اس آیت میں انسان کی پیدائش کا قانون بیان فرمایا گیا۔ اور حضرت آدم و عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں قدرت کا اظہار ہے لہٰذا آیات میں کچھ تعارض نہیں۔ اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کا باپ سے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قادیانی سمجھے ۹۔ اس طرح کہ پہلے اس گوشت کی بوٹی کا کوئی نقشہ نہیں ہوتا۔ پھر نقشہ بنتا ہے۔ اس میں مخلقہ گرا ہوا حمل مراد نہیں کیونکہ اس سے کسی کی پیدائش نہیں ہوتی۔ لہٰذا آیت صاف ہے ۱۰۔ جن میں تم ہوش سنبھالنے کے بعد غور کرو کہ ہم پہلے کیا تھے اور اب کیا بن گئے۔ یہ انقلابات کیسے ہوئے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمل میں بچہ ٹھہرنے کی میعاد ایک حد پر محدود نہیں' جسے رب جتنا چاہے حمل میں رکھے۔ بعض بچے چھ ماہ اور بعض دو سال تک ماں کے پیٹ میں ٹھہرتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ ماں کا پیٹ تمہارے لئے جائے قرار نہ تھا عارضی مقام تھا' ایسے ہی دنیا جائے قرار نہیں' جائے فرار ہے۔ بھاگ جانے کی جگہ ہے۔ تمہیں ماں کے پیٹ میں بدن کامل کرنے کو رکھا اور دنیا میں روح کامل کرنے کو ٹھہرایا۔ ۱۲۔ بچے کو چھ سال کی عمر تک طفل' پھر صبی کہتے ہیں۔ (روح)

۱۔ جوانی بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر تک ہے جس میں عقل کامل ہوتی ہے۔ ۲۔ جوانی سے پہلے یا جوانی ختم ہونے سے پہلے۔ یعنی بعض بچپن میں اور بعض جوانی میں مرجاتے ہیں ۳۔ یعنی بڑھاپے تک خیال رہے کہ عمر کے معنی ہیں جسم کی آبادی ۴۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان تلاوت قرآن کا عادی ہو اس پر انشاء اللہ یہ حالت طاری نہ ہوگی۔ لہٰذا انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ اس قانون سے علیحدہ ہیں۔ اگر انبیاء کرام بھی بڑھاپے میں اس حال کو پہنچ جایا کرتے تو ان پر تبلیغ فرض نہ رہتی اور نبوت سلب کر لی جاتی' ورنہ تبلیغ میں غلطی کا احتمال ہو جاتا لیکن وہ حضرات آخر دم تک صاحب وحی نبی رہتے ہیں' لہٰذا وہ اس سے محفوظ ہیں۔

أَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ

جوانی کو پہنچو ۱ اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے ۲ اور کوئی سب میں نکمی عمر تک

إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ

ڈالا جاتا ہے ۳ کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ۴

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ

اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٥﴾

تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اگا لائی ۵

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مردے جلائے گا

وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٦﴾ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۶ اور اس لئے کہ قیامت آنے والی

لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٧﴾

اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں ۷

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ

اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے ۸ کہ نہ تو علم نہ

لَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ﴿٨﴾ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ

کوئی دلیل ۹ اور نہ کوئی روشن نوشتہ ۱۰ حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے ۱۱

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَنُذِيقُهُ

تاکہ اللہ کی راہ سے بہکا دے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے ۱۲

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٩﴾ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور قیامت کے دن ہم اسے آگ کا عذاب چکھائیں گے یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے

۵۔ یعنی زمین میں اگرچہ ہر طرح کا دانہ بویا جائے مگر بغیر پانی کے خشک رہتی ہے' ایسے ہی انسان لاکھ عمل کرے مگر فیض نبوت کے بغیر بیکار۔ زمین پانی سے اور دل بزرگوں کے فیض سے ہرا بھرا ہوتا ہے۔ ہجرت کے بعد فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں رہنا حرام تھا۔ ہجرت واجب تھی۔ کیونکہ کعبہ اگرچہ اللہ کا گھر تھا مگر نبوت کے نور سے منور نہ تھا ۶۔ تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے بارش سے خشک زمین سرسبز ہو جاتی ہے ایسے ہی صور کی آواز سے بے جان جسموں میں جان پڑ جائے گی ۷۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو موت اور حشر کے بیچ میں ہے۔ نہ محض یہ غار جو مردوں کا مدفن ہو' لہٰذا یہ جلنے والے' ڈوبنے والے وغیرہ سب ہی اٹھائے جائیں گے۔ آیت پر اعتراض نہیں ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ اللہ کی راہ میں اللہ کے دین کی حمایت کے لئے علم ہوتے ہوئے کفار سے جھگڑا اچھا ہے۔ علم کلام صحیح طور پر پڑھنا پڑھانا درست ہے کہ وہ اللہ کے لئے علم کے ساتھ منکرین سے جھگڑنا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ جو باطل پر ہو۔ حق والا جھگڑالو نہیں' بلکہ وہ حق کا حمایتی ہے۔ اگر ڈاکو و پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہے پولیس برحق ۹۔ یہ آیت ابو جہل وغیرہ کفار کے متعلق اتری' جو مسلمانوں سے مسئلہ توحید پر کج بحثی کیا کرتے تھے' یہاں علم سے مراد فطری علم ہے اور ہدایت سے مراد استدلال علم ہے۔ کتاب سے مراد وحی کا علم ہے۔ یعنی ان کی فطرت اور نظر خراب ہے' وحی سے دور ہیں۔ پھر سمجھ بوجھ کہاں سے آوے۔ ۱۰۔ یعنی تکبر کرتا ہوا آپ کی مجلس سے نکل جاتا ہے کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں کو بہکاوے اور کفار کو ایمان نہ لانے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگوں کی مجلس سے بھاگے وہ ہدایت پر نہیں آ سکتا۔ ۱۱۔ جنگ بدر میں قتل اور قیامت تک مسلمانوں کی لعنت۔

يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ
ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور بعض

النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ
آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں ۲ پھر اگر انہیں کوئی بھلائی

خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ
بن گئی جب تو چین سے ہیں ۳ اور جب کوئی جانچ آکر پڑی منہ کے بل

عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ
پلٹ گئے دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا یہی ہے صریح

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
نقصان ۴ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو

لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾

ان کا برا بھلا کچھ نہ کرے ۵ یہی ہے دور کی گمراہی

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ
ایسے کو پوجتے ہیں جس کے نفع سے نقصان کی توقع زیادہ ہے ۶ بیشک

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ
کیا ہی برا مولیٰ اور بے شک کیا ہی برا رفیق۔ بیشک اللہ داخل کریگا انہیں جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ
رواں ۷ بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہے جو یہ خیال کرتا ہو

اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ
کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہ فرمائے گا دنیا اور آخرت میں ۸ تو اسے چاہیئے

ع ۸

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو اس حال میں مرجائیں وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ کیونکہ دوزخ کفر یا بد عملی کا نتیجہ ہے ان سے کچھ بھی صادر نہ ہوا۔ نیز بغیر گناہ کے دوزخ میں بھیجنے کو رب نے یہاں ظلم فرمایا اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ ۲۔ یہ آیت ان بدوی نو مسلموں کے متعلق نازل ہوئی جو ایمان لاتے۔ اگر ایمان کے بعد اولاد' دولت' تندرستی پاتے تو کہتے کہ اسلام سچا دین ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو کہتے کہ اسلام برا دین ہے۔ (معاذ اللہ) جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں تب سے مصیبت میں پڑ گئے ۳۔ یہاں خیر سے مراد دنیاوی نعمتیں ہیں اور چین سے مراد دل کا سکون۔ یعنی یہ لوگ دنیاوی راحتوں کو حقانیت کی دلیل سمجھے بیٹھے ہیں کہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر اسلام سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی صالحین کو بھی تکالیف پہنچ جاتی ہیں' آزمائش کے طور پر رب فرماتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الخ اگرچہ تقویٰ و طہارت بلاؤں کو ٹالتا ہے اور رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۵۔ یعنی انہیں پکارنا' پوجنا' دنیاوی نفع و نقصان سے خالی ہے۔ وہ معبود نہ تو پوجنے سے نفع دیں اور نہ نہ پوجنے سے نقصان' ورنہ آخرت میں ان کی پوجا سخت نقصان دے گی۔ اور خود یہ چاند' سورج' پتھر وغیرہ نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی' پتھر سے ہزاروں کام لئے جاتے ہیں۔ اگر مار دیا جائے تو زخمی کر دیتا ہے۔ اسی طرح سورج سے ہزاروں فوائد ہیں۔ اور کبھی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ اس آیت میں نقصان سے مراد واقعی نقصان ہے۔ یعنی دنیا میں قتل' آخرت میں دوزخ۔ اور نفع سے مراد ان کا موہومی نفع ہے۔ (بتوں کی شفاعت وغیرہ) یعنی یہ کفار بتوں سے جس نفع کی امید رکھتے ہیں وہ تو بہت دور ہے کہ ناممکن ہے اور ان کا نقصان عنقریب دیکھ لیں گے۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ یہ بت نہ نفع دیں گے نہ نقصان' اس آیت سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ بتوں کے نفع کی توقع تو ہے مگر کچھ دور۔ غرضیکہ بے غبار ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ ایمان جنت میں داخلے کا سبب ہے اور اعمال وہاں کی نعمتوں کا اور درجات کا باعث۔ یہ کسبی جنت کا ذکر ہے۔ عطائی جنت مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو اور مجھ جیسے گنہگار کو کسی نیک کار کے طفیل ملے گی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور کی مدد دنیا میں بھی فرمائے گا اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اس طرح کہ ان کے دین کو غلبہ دے گا اور ان کے غلاموں کو عزت۔ آخرت میں اس طرح کہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ انہیں مقام محمود دے گا۔

بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

کر او پر کو ایک رسی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے کہ اس کا داؤں کچھ لے

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

گیا اس بات کو جس کی اسے جلن ہے اور بات یہی ہے کہ ہم نے یہ قرآن اتارا

وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

روشن آیتیں اور یہ کہ اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے بے شک مسلمان

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ

اور یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی اور آتش پرست

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

اور مشرک بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ

الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ

کر دے گا بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ

اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

دیکھا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ

زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ

اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی اور بہت وہ ہیں

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

جن پر عذاب مقرر ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی

مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ

عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہے کرے یہ دو فریق ہیں

السجدة ۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جلے' بھنے یا بکواس کرے' حضور کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سورج کو برا کہے جاؤ' وہ چمکتا ہی رہے گا۔ حضور کے نام لیوا دین و دنیا میں پھلے پھولیں گے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ ارادہ ہدایت سب کے لئے نہیں۔ رضا ہدایت سب کے لئے ہے۔ یعنی رب پسند کرتا ہے کہ سب ہدایت پر آ جاویں مگر ارادہ یہ ہے کہ کچھ ہدایت پر آویں کچھ گمراہ رہیں۔ ارادہ اور محبت و رضا میں بہت فرق ہے۔ اسی لئے سب کو ہدایت کا حکم دیا مگر سب کو ہدایت نہ دی۔ بہت دفعہ حکم ارادہ کے خلاف دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیل کو ذبح فرزند کا حکم دیا مگر اس کا ارادہ نہ فرمایا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ نہ مومن ہیں اور نہ مشرکوں مجوسیوں کی طرح کافر۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ان سب کو علیحدہ بیان فرمایا اور ان سب کے شرعی احکام جداگانہ رکھے۔ کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز' ان کا ذبیحہ حلال فرمایا۔ مشرکوں کا یہ سب کچھ حرام' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو چھوڑ کر سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ دیکھو یہود' نصاریٰ' قیامت' فرشتے' جنت' دوزخ' باقی انبیاء کرام' رب کی ذات اور بہت سے صفات کو مانتے تھے۔ مگر انہیں مومن نہ فرمایا گیا۔ مدار ایمان حضور ہیں۔ ۴۔ یعنی پتھروں' درختوں کے پجاری' لہٰذا آیت میں تکرار نہیں کہ مجوس و صابئی اگرچہ مشرک ہیں مگر پتھر پرست نہیں ۵۔ یعنی عملی فیصلہ کہ مومنوں کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی فرما دیا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق حضور کی نظر میں ہے اور سب کی عبادات و اعمال حضور دیکھ رہے ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر تمہارے رکوع سجود' تمہارے خشوع و خضوع چھپے نہیں۔ یعنی قیامت تک کے ہر مومن کی ہر حرکت سے خبردار ہیں۔ حضور نے دو قبر والوں کے متعلق فرمایا کہ ایک چغلخور تھا' دوسرا چروا ہا تھا جو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن و انسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی کافر نہیں۔ سب رب کے ساجد و عابد ہیں کیونکہ رب نے انسانوں کے لئے کثیر فرمایا۔ اوروں میں یہ قید نہ لگائی۔ اور یہاں کثرت اضافی نہیں تاکہ اس آیت کے خلاف ہو کہ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ بلکہ کثرت حقیقیہ ہے۔ یعنی بہت سے مومن ہیں' بہت کافر۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں سجدہ سے مراد امور تکوینیہ کی پابندی نہیں کہ وہ تو کافر بھی کرتا ہے بلکہ سجدہ عبادت مراد ہے۔ ۸۔ چاہیے کہ اس آیت پر سجدہ کرے تاکہ پہلے کثیر میں شامل ہو نہ کہ دوسرے کثیر میں اللہ کرم فرمائے ۹۔ کہ اسے شقی ازلی بنائے' اس کی بدعملیوں کے باعث' خیال رہے کہ مومن اگرچہ غریب ہو' عزت والا ہے' کافر اگرچہ امیر ہو ذلیل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ

کہ اپنے رب میں جھگڑے لہ تو جو کافر ہوئے ان کے لئے آگ کے

ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ

کپڑے بیونتے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا

الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ط

جائے گا جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور انکی کھالیں

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں ۲ جب گھٹن کے سبب

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا

اس میں سے نکلنا چاہیں گے ۳ پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

چکھو آگ کا عذاب بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ایمان لائے اور اچھے کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ

بہیں ۴ اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن ۵ اور موتی

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

اور وہاں انکی پوشاک ریشم ہے اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت

الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کی گئی ۶ اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی ۷ بے شک جنہوں نے

كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ

کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ ۸ اور اس ادب والی مسجد سے ۹

ع ۲ / ۹

۱۔ یعنی یہ پانچوں قسم کے کافر اور مومن آپس میں دشمن ہیں۔ ان کی دشمنی کا تعلق رب کی ذات سے ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر مومن میں کبھی حقیقی اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں رب نے خصم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے بارے میں جھگڑا در حقیقت رب کے بارے میں جھگڑا ہے' کیونکہ یہود و نصاریٰ رب کے منکر نہ تھے' حضور کے منکر تھے۔ حضور کا دوست رب کا دوست ہے۔ حضور کا دشمن رب کا دشمن۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ آگ کے کپڑے' کھولتے' پانی کا غسل' کھولتا پانی پینا' لوہے کے گرزوں سے مار پڑنا' کفار کا عذاب ہے۔ رب تعالیٰ مومنوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ بعض گنہگار مومن دوزخ میں اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہونے جائیں گے۔ جیسے آگ میں گندا اور میلا سونا ۳۔ کبھی ایسا بھی ہو گا کہ دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔ دوزخی نکلنے کے لئے اس طرف بھاگیں گے جب مصیبت اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچیں گے تو دروازہ بند ہو جاوے گا۔ ایسا ہوا ہی کرے گا۔ ۴۔ چار نہریں پانی کی' دودھ کی' شہد کی اور شرابا طہورا کی۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ان کا ذکر ہے۔ ۵۔ جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک ہاتھوں میں کنگن پہنائے جائیں گے۔ یعنی کہنیوں تک ۶۔ معلوم ہوا کہ بری باتیں بندے خود کرتے ہیں اور اچھی باتیں رب کی توفیق سے نصیب ہوتی ہیں۔ دنیا میں بھی' قبر میں بھی' آخرت میں بھی کیونکہ اچھی باتوں کے لئے فرمایا گیا۔ ھدوا انہیں اس کی ہدایت دی گئی۔ اس پاکیزہ بات میں کلمہ طیبہ تلاوت قرآن کریم' درود شریف' اور نعت خوانی' بچی اور اچھی ساری باتیں داخل ہیں۔ ۷۔ یہ وہی راستہ ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور فرماتا ہے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اسی راستے پر چلنے سے رب ملتا ہے' رب تعالیٰ نصیب کرے اور قائم رکھے ۸۔ کافروں کو ایمان لانے سے اور مسلمانوں کو اللہ کی عبادت سے' یا عمرہ کرنے والے مومنوں کو عمرہ کرنے سے تیسری صورت میں یہ آیت ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اور آیت مدنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی کو مسجد حرام سے کبھی نہ روکے۔ اسی لئے حرم شریف کے دروازے رات کو بھی کھلے رہتے ہیں ۹۔ مسجد حرام خاص کعبہ کو بھی کہتے ہیں اور اس مسجد کو بھی جس میں کعبہ معظمہ واقع ہے اور پورے مکہ شریف کو بھی اور حدود حرم کو بھی حنفیوں کے نزدیک یہاں مکہ معظمہ مراد ہے' اور شافعیوں کے نزدیک صرف مسجد مبارک۔ اسی لئے حنفیوں کے نزدیک مکہ معظمہ کے مکانات کی بیع و کرایہ ممنوع ہے شوافع کے نزدیک جائز۔

الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ﹰ الْعَاكِفُ

جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے

فِیْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ

والے اور پردیسی کا ۱ اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ۲ ہم اسے

مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ ع وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ

دردناک عذاب چکھائیں گے ۳ اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک

الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ

بتا دیا ۴ اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر ۵ اور میرا گھر ستھرا رکھ

لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ

طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کیلئے ۶ اور

اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ

لوگوں میں حج کی عام ندا کردے ۷ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے ۸ پیادہ اور ہر

ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا

دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں ۹ تاکہ وہ اپنے

مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

فائدہ پائیں ۱۰ اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دونوں میں ۱۱

عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

اس پر کہ انہیں روزی دی بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور

اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ۱۲ پھر اپنا میل کچیل اتاریں ۱۳

وَ لْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۲۹﴾

اور اپنی منتیں پوری کریں ۱۴ اور اس آزاد گھر کا طواف کریں ۱۵

۱۔ کہ دیسی پردیسی ہر ایک کو وہاں طواف و نماز کا ہر وقت حق ہے (شوافع) یا دیسی پردیسی ہر ایک کو مکہ میں رہنے کا یکساں حق ہے (حنفی) ۲۔ شان نزول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن انیس کو ایک انصاری کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے آپس میں اپنی خاندانی عظمتیں بیان کیں۔ عبداللہ ابن انیس کو غصہ آیا اور انصاری کو قتل کرکے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑ ہے مسئلہ، مکہ معظمہ میں ایک نیکی پر ایک لاکھ کا ثواب اور ایک گناہ پر ایک لاکھ کا عذاب اور گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑ۔ مدینہ منورہ میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار اور گناہ کا عذاب ایک اور ارادہ گناہ پر پکڑ نہیں ۴۔ یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت' اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا کعبہ کی جگہ کے مقابل قائم فرما دیا۔ اور ہوا نے اتنی جگہ صاف کر دی جس سے آپ نے پہچان لیا کہ یہاں کعبہ بنانا چاہیے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام نے اولاً کعبہ بنایا جو طوفان نوح کے وقت غائب ہو گیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم ہوا اور اس طرح وہ جگہ بتائی گئی ۵۔ یعنی شرک نہ کرنے پر قائم رہو' ورنہ انبیاء کرام ایک آن کے لئے بھی شرک نہیں کرتے' وہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں جھاڑو دینا' انہیں صاف ستھرا رکھنا' وہاں کی زینت کرنا سنت ابراہیمی اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز' طواف' اعتکاف' بڑی پرانی عبادتیں ہیں اور مسجد کا متولی نیک آدمی چاہیے ۷۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ابو قبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ کے بندو۔ اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی (روح، خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دور سے غائبانہ ندا جائز ہے' لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں یا رسول اللہ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے حضرت ساریہ کو پکارا۔ حالانکہ وہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے۔ یا اس میں حضور کو حکم ہے آپ لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان فرما دیں ۸۔ معلوم ہوا کہ کعبہ جانا گویا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی پکار کا اثر تاقیامت رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا معجزہ یہ بھی ہے کہ ان کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچ جاوے اور موجود و معدوم سب سن لیں۔ یہ کرامت بعض اولیاء سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ خانہ کعبہ پانچ بار بنا۔ آدم علیہ السلام نے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے۔ قریش نے حضور کی نبوت سے پندرہ برس پہلے۔ پھر حضور کے بعد عبداللہ ابن زبیر نے پھر حجاج بن یوسف نے۔ آج حجاج کی تعمیر موجود ہے (روح) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج کرنا سواری کے حج سے افضل ہے۔ تکلیف سے حج میسر ہونا آرام کے حج سے افضل ہے۔ دور سے وہاں پہنچنا وہاں کے حج سے افضل ہے (روح) ۱۰۔ حج میں دینی نفع بھی ہیں اور دنیاوی بھی' تجارتی کاروبار' کرایہ سیر وغیرہ دنیوی نفع ہے اور مغفرت' گناہوں سے صفائی اور عبادت دینی نفع ۱۱۔ یعنی ذبح قربانی کے وقت دسویں سے بارھویں کی شام تک تکبیر یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھیں۔ یہاں اس ذکر سے مراد تلبیہ نہیں کیونکہ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی پر ختم ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قربانی ہدی قران اور تمتع کا ذبیحہ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ کفارہ کا ذبیحہ خود نہیں کھا سکتے۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت سب نہ کھایا جائے۔ تیسرے یہ کہ یہ

(بقیہ صفحہ ۵۳۴) گوشت سارا خیرات نہ کرے بلکہ کچھ کھائے کچھ خیرات کرے۔ ۱۳۔ یعنی حجامت کریں' ناخن ترشوائیں۔ زیر ناف بال صاف کریں کہ احرام سے کھلتے وقت حجامت فرض ہے باقی تمام مذکورہ چیزیں مستحب ۱۴۔ منت پورا کرنا فرض ہے بشرطیکہ اللہ کے لئے ہو اور جنس واجب کی ہو۔ گیارہویں شریف وغیرہ کی منت منت شرعی نہیں بلکہ منت لغوی ہے۔ یعنی نذرانہ۔ اس کا پورا کرنا بہت اچھا ہے۔ ۱۵۔ یہاں طواف سے طواف زیارت مراد ہے۔ جو احرام کھول دینے اور حجامت کے بعد ہوتا ہے۔ اس کا وقت دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کی شام تک ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ
بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے ۱ تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے
رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
یہاں بھلا ہے ۲ اور تمہارے لئے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے سوا انکے جنکی ممانعت تم پر
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
پڑھی جاتی ہے ۳ تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات
الزُّوْرِ ۝۳۰ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ
سے ۴ ایک اللہ کے ہوکر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو ۵ اور جو اللہ کا شریک
بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ
کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں
تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ
یا ہوا اسے کسی اور جگہ پھینکتی ہے ۶ بات یہ ہے اور جو
يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲
اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۷
لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى
تمہارے لئے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ میعاد تک پھر انکا پہنچنا ہے ۸ اس
الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۳۳ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
آزاد گھر تک ۹ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی ۱۰
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ
کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا معبود
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝۳۴ الَّذِيْنَ
ایک معبود ہے ۱۱ تو اسی کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب

ع ۹ / ۱۱

۱۔ جن چیزوں کا احترام ہے ان کا ادب کرنا ضروری ہے اس میں خانہ کعبہ' قرآن شریف' ماہ رمضان' مسجد حرام' مدینہ منورہ کے در و دیوار کا ادب' حضور کی تمام سنتوں کی حرمت سب ہی داخل ہیں۔ ان کی تعظیم رب کی تعظیم ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی چیزوں کی تعظیم عبادت کی جڑ ہے۔ اگر دل میں تعظیم و محبت ہے تو عبادت قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ شیطان کی عبادات اسی لئے برباد ہوئیں کہ اس کے دل میں آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ تھی ۳۔ اس سے سورہ مائدہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ۴۔ غلط عقیدوں' ناجائز مال' اور جھوٹ بولنے سے ۵۔ جیسے سونا اور دودھ وغیرہ خالص اچھا ہوتا ہے' ایسے ہی ایمان بھی خالص ہی قبول ہوتا ہے جس میں کسی کفر یا کافر کی آمیزش نہ ہو ۶۔ یہ تشبیہ مرکب ہے' ایمان بلندی ہے اور کفر گہرا غار' جو کفر میں گرا' اسے شیاطین' نفس امارہ تکہ بوٹی کر لیتے ہیں۔ ہر بری جگہ لئے پھرتے ہیں۔ اسے کہیں ٹھکانا نہیں ملتا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ عبادات ظاہری تو ظاہر جسم کا تقوی ہیں اور دل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقوی ہے۔ اللہ نصیب کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے' وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے۔ قرآن نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا مروہ پہاڑ کو کعبہ والی ہاجرہ (رضی اللہ عنہا) کی برکت سے شعائر اللہ فرمایا۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ سب شعائر اللہ ہیں ۸۔ یہاں ہدی کا ذکر ہے جو صرف حرم شریف میں ہی ذبح ہو سکتی ہے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔ قربانی جو مالداروں پر واجب ہے وہ ہر جگہ کی جائے گی۔ رب فرماتا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ نہ نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر ہر جگہ پڑھی جاوے گی' نہ قربانی کے لئے خاص جگہ کی پابندی' ہر جگہ ہو گی۔ حج کی قربانی اور ہے جرم حج کا ذبح اور' اور ہدی اور ہے۔ قربانی کچھ اور' حضور ہمیشہ مدینہ پاک میں قربانی کرتے تھے ۹۔ یعنی جو ہدی تم حرم شریف میں ذبح کے لئے لے جاؤ' تمہیں جائز ہے کہ بوقت ضرورت ان پر سوار ہو جاؤ یا دودھ وغیرہ پیو۔ بعد ذبح بھی ان کے گوشت کھاؤ' ان کی کھال اون وغیرہ استعمال کرو' خیال رہے کہ ذبح سے پہلے بلاضرورت ہدی پر سوار نہ ہو اور دودھ نہ پئے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے بھی دوسری امتوں پر قربانیاں تھیں۔ یہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ ہابیل اور قابیل نے بھی قربانی پیش کی تھی' رب فرماتا ہے۔ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ۱۱۔ تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو۔ مسئلہ اگر ذبح پر خدا کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام بھی لے دیا گیا تو جانور حرام ہے۔ اگر رب کا نام بھول گیا تو حلال ہے۔ اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو حرام۔

ا۔ اس میں تلاوت قرآن، وعظ، ذکر کے حلقے، تنہائی میں اللہ کی یاد کرنا سب ہی داخل ہے۔ ۲۔ اس میں ہر کار خیر میں خرچ کرنا داخل ہے۔ زکوٰۃ، صدقہ فطر، قربانی، مسجدیں بنانا، بلکہ اولاد کی پرورش، ماں باپ پر خرچ کرنا، قرابت داروں سے سلوک سب ہی داخل ہیں۔ مگر سب مال خیرات نہ کرے۔ بعض کرے جیساکہ من سے معلوم ہوا۔ ۳۔ یعنی قربانی کے اونٹ و گائے اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گائے بھی قربانی کا جانور ہے کہ بدن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ قربانی ہر جگہ دی جا سکتی ہے۔ صرف مکہ معظمہ میں ہی قربانی نہیں۔ تیسرے یہ کہ قربانی کی گائے اونٹ سجانا، انہیں گھمانا سب جائز ہے کہ یہ شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ جو لوگ گائے کی قربانی کا انکار کرتے ہیں یا جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں ہے وہ اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو کسی عظمت والی چیز سے نسبت کیا جاوے وہ شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ صفا مروہ حضرت ہاجرہ کے قدم شریف کی برکت سے، اور ہدی کا جانور کعبہ معظمہ کی نسبت سے شعائر اللہ ہو گئے۔ اور شعائر اللہ کی تعظیم ایمان کی اصل ہے۔ قربانی کی تعظیم یہ ہے کہ اسے خوب فربہ کرے۔ خوشی سے ذبح کرے۔ بلا ضرورت اس پر سوار نہ ہو۔ اس کا دودھ نہ پئے۔ بعد ذبح اس کا گوشت تبرکاً کھائے ۵۔ دنیا میں بھی دین بھی، قربانی کا گوشت کھانا کھال بال اون استعمال کرنا دنیاوی نفع ہے اور ثواب، اخروی اجر ہے ۶۔ اونٹ کی ذبح میں سنت یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں ران سے باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن لمبائی میں چیرے اسے نحر کہتے ہیں۔ گائے بکری میں یہ نہیں ہے۔ ۷۔ اگر چاہو، کیونکہ قربانی کا گوشت نہ خود کھانا واجب ہے نہ دوسروں کو کھلانا۔ دونوں مستحب ہیں۔ اگر کوئی نہ کھائے تب بھی جائز ہے۔ ۸۔ کہ یہ جانور باوجود بہت قوت رکھنے کے تمہارے کہنے پر چلتے ہیں۔ تمہارا مقابلہ نہیں کرتے۔ دیکھو مکھی مچھر ہمارے بس میں نہیں اور اونٹ، گھوڑا، ہاتھی ہمارے بس میں ہیں۔ رب نے طاقت و جرأت جمع نہیں فرمائیں۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جاوے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے۔ ایصال ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً، نقلاً ہر طرح ثابت ہے۔ اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت قبول نہیں ہوتا ۱۰۔ نیک اعمال کی برکت سے یا محبوب بندوں کی طفیل اور محض اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی بلائیں ٹالتا ہے اور آخرت میں بھی ٹالے گا۔ جیساکہ احادیث صحیحہ اور قرآنی آیات سے ثابت ہے۔

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى

اللہ کا ذکر ہوتا ہے ۱ ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اسکے

مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے کچھ

يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ

خرچ کرتے ہیں ۲ اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ۳ ہم نے تمہارے لئے اللہ کی ۴

اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

نشانیوں سے کئے ۵ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے ۶ تو ان پر اللہ کا نام لو

صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے ۷ پھر جب انکی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے

اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ۸ ہم نے یوں ہی انکو تمہارے

Page-536.bmp

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا

بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو اللہ کو ہرگز نہ انکے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ

دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ

ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے ۹ یوں ہی انکو تمہارے

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ

بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو بے شک اللہ بلائیں ٹالتا ہے مسلمانوں کی ۱۰

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ

بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغاباز ناشکرے کو پروانگی عطا ہوئی انہیں

ا۔ مکہ معظمہ میں کفار صحابہ کرام پر بہت ظلم کرتے اور ستم ڈھاتے تھے۔ صحابہ روزانہ حضور کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے، کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے، کسی کے پاؤں پر پٹی بندھی ہے۔ صحابہ کرام کفار سے بدلہ لینے کی اجازت چاہتے تھے۔ مگر حضور فرماتے تھے کہ صبر کرو۔ ابھی مجھے جہاد کی اجازت نہیں ملی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر یہ آیت کریمہ اتری اور صحابہ کو جہاد کی اجازت دی گئی۔ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر اذن الٰہی جہاد جائز نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے پہلے ایک قبطی کو مارا تو اس پر نادم ہوئے حالانکہ کافر کو مارنا ثواب ہے۔ ۲۔ یعنی مسلمانوں نے حق بات کہی اور کفار نے حق پر ناحق ظلم کیا۔ انہیں وطن سے نکالا۔ ۳۔ یہ اس زمانے کے لحاظ سے ہے جب دین عیسوی یا دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ گرجے اور **کلیسے** قابل احترام تھے اب نہ ان کا احترام ہے نہ ان کا گرا دینا ممنوع۔ اگر کہیں کے عیسائی مسلمان ہو جائیں تو اپنا گرجا گرا سکتے ہیں، اور وہاں مسجد بنا سکتے ہیں ہاں مسلمانوں کو حق نہیں کہ دوسروں کے عبادت خانے گرائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر گزشتہ زمانہ میں جہاد نہ ہوئے ہوتے تو نہ یہودیوں کے عبادت خانے محفوظ رہتے اور نہ عیسائیوں کے۔ ۴۔ یعنی گزشتہ زمانوں میں بھی جہاد کی برکت سے **کلیسے**، گرجے، خانقاہیں وغیرہ کفار کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اب بھی خانقاہیں مسجدیں جہاد ہی کے ذریعہ محفوظ رہ سکتی ہیں۔ انسان کی حفاظت کے لئے سانپ بچھو کو قتل کرو۔ ایمان کی حفاظت کے لئے جہاد کرو۔ یار کے پتھر سے یار کا شیشہ توڑو۔ ۵۔ اولیاء اللہ کی مدد کرنا، نبی کی خدمت، علم دین پھیلانا، سب اللہ کے دین کی مدد ہے۔ ۶۔ کہ کفار پر فتح دے کر انہیں بادشاہت حکومت عطا فرما دیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی سلطنت نفسانی خواہش کے لئے نہیں ہوتی بلکہ دین قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

لہٰذا جنگوں کی نوعیت مختلف ہے ۸۔ قوت و طاقت سے، کیونکہ حاکم قوت سے اور عالم زبان سے برائی روکیں۔ عوام دل سے برا جانیں لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اگر مسلمانوں کے پاس بادشاہت نہیں تو وہ تبلیغ ہی نہ کریں۔ اس آیت کی تفسیر دیکھنی ہو تو خلفائے راشدین کی خلافتیں ملاحظہ کرو۔ وہ اس کی زندہ جاوید تفسیر ہیں ۹۔ آیت کا مطلب ہے کہ ان مومن غازیوں کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ جو سلطنت پا کر شہوات میں مشغول نہیں ہوتے۔ بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ کی زمین کو اللہ کی عبادات سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ وہ سوچیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کر کے دین کی کیا خدمات انجام دیں۔

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ
جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بیشک اللہ انکی مدد کرنے پر ضرور
لَقَدِيْرُ ۝۳۹ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ
قادر ہے وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی
حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ
بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ۳ اور اللہ اگر آدمیوں میں
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ
ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھا دی جاتیں
وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ
خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے ۴ اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام
كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ
لیا جاتا ہے ۵ اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اسکی جو اسکے دین کی مدد کریگا ۶ بیشک

عَزِيْزٌ ۝۴۰ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا
ضرور اللہ قوت والا غالب ہے وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں ۷ تو نماز
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ
برپا رکھیں ۸ اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور
نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱ وَاِنْ
برائی سے روکیں ۸ اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ۹ اور اگر یہ
يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ
تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو بے شک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد
وَّثَمُوْدُ ۝۴۲ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝۴۳ وَّاَصْحٰبُ
اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین

۱۔ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام ہے جسے مدین ابن ابراہیم نے بسایا ۲۔ کہ فرعونیوں نے آپ کو جھٹلایا نہ کہ بنی اسرائیل نے' اس لئے یہاں قوم نہ فرمایا گیا۔ یعنی کفار کا یہ پرانا دستور ہے لہٰذا اس سے آپ دل تنگ نہ ہوں ۳۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدکاریوں سے دوسری مخلوق بھی ہلاک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جن بستیوں پر عذاب آئے وہاں حیوانات بھی تباہ ہوئے۔ رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ کیونکہ مخلوق میں اصل مقصود انسان ہی ہیں۔ جب انہیں ہی تباہ کر دیتا ہے تو دیگر چیزوں کو باقی رکھ کر کیا ہو گا ۴۔ اسی حالت میں ابھی تک موجود ہیں جن کا یہ لوگ سفروں میں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ۵۔ یہ

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ

والے [1] اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی [2] تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ

پھر انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور کتنی ہی بستیاں

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

ہم نے کھپا دیں [3] کہ وہ ستم گار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ

پڑی ہیں [4] اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے اور کتنے محل گچ کئے ہوئے تو کیا

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

زمین میں نہ چلے [5] کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں

بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى

یا کان ہوں جن سے سنیں تو یہ کہ آنکھیں

الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

اندھی نہیں ہوتیں [6] بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں [7]

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ

اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا [8]

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس [9]

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں [10]

ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

پھر میں نے انہیں پکڑا [11] اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے تم فرما دو اے لوگو

استفہام انکاری ہے۔ یعنی یہ لوگ ان اجڑی بستیوں پر گزرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری دینی چاہیے۔ تاکہ وہاں کی رونق دیکھ کر نیک اعمال کا شوق پیدا ہو۔ خوف پیدا کرنے کے لئے کفار کے عذاب کی جگہ جاؤ۔ امید حاصل کرنے کے لئے صالحین کی قبروں پر جاؤ۔ جہاں رحمتیں اتر رہی ہیں ۶۔ یعنی کفار کے پاس بصارت تو ہے مگر بصیرت نہیں۔ بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دل کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ بصیرت پر ہدایت کا مدار ہے۔ بصیرت کا سرمہ اللہ کا ذکر' بزرگوں کی صحبت' تلاوت قرآن' پیٹ کا خالی رکھنا۔ تہجد کی نماز صبح کا استغفار ہے۔ (روح) ۷۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ کہ وہاں اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں۔ ایسے ہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى، لہٰذا کافر اگرچہ انکھیارا ہے۔ مگر اندھا ہے مومن اگرچہ نابینا ہو مگر انکھیارا ہے جیسے زندہ کافر مردہ ہے اور مردہ شہید زندہ ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عذاب مسلمانوں پر رحمت ہے۔ اسی لئے اسے وعدہ فرمایا گیا' وعید نہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لئے خلف وعید ممکن نہیں جیسے مومن کے لئے خلف وعدہ ممکن نہیں۔ البتہ مومن کے لئے خلف وعید ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔ (روح) چنانچہ کفار پر عذاب کا وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ عذاب آخرت علاوہ ہے ۹۔ خیال رہے کہ دنیا میں سردی کا دن چھوٹا اور گرمی کا دن بڑا ہے۔ ایسے ہی آخرت کا دن ایک ہزار سال کا ہے اور قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں پھر قیامت کا دن بعض کو چند منٹ محسوس ہو گا۔ ۱۰۔ یعنی ان کے بسنے والے انسان ستم گار یعنی کافر تھے' چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے اور باقی اس کے تابع لہٰذا ان بستیوں کو ظالم فرما دیا گیا۔ اور عذاب آنے پر سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۱۱۔ لہٰذا تم اس دیر سے دھوکا نہ کھاؤ۔ غضب کی چکی دیر میں پیستی ہے مگر نہایت باریک پیستی ہے۔

إِنَّمَآ أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں ۱ تو جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾

اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۲

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِيٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ

اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہار جیت کے ارادہ سے وہ جہنمی

الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ

ہیں ۳ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ۴

وَّلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنّٰٓى أَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيٓ

سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے انکے

أُمْنِيَّتِهٖ فَيَنسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ

پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا ۵ تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے

يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا

ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے ۶ اور اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ شیطان

يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ۷ ان کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظّٰلِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ

اور جن کے دل سخت ہیں اور بیشک ستم گار دھر کے جھگڑالو

بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ

ہیں ۸ اور اس لئے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے کہ وہ تمہارے رب کے

مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوبُهُمْ

پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں تو جھک جائیں اس کے لئے ان کے دل ۹

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سارے انسانوں کے رسول ہیں۔ کسی خاص قوم سے آپ کی نبوت خاص نہیں' دوسرے یہ کہ حضور کا ڈرانا عام ہے اور بشارت خاص۔ کسی کو عذاب نار سے کسی کو عذاب فراق یار سے ڈراتے ہیں ۲۔ دنیا میں نیک اعمال کی توفیق۔ لوگوں کی نگاہ میں عزت و آبرو۔ آخرت میں جنت کی نعمتیں' رب کا دیدار' حضور کی شفاعت۔ ۳۔ اس سے اشارۃ" معلوم ہوا کہ جو ضدی عالم جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے اور آیات قرآنیہ کو اس پر سند لائے' وہ دوزخی ہے اسی طرح مناظرہ محض اپنی جیت کے لئے کرنا جس میں احقاق حق اور دین کی خدمت مقصود نہ ہو' کافروں کا کام ہے۔ اظہار حق کے لئے مناظرہ سنت پیغمبر ہے۔ رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور فرماتا ہے۔ حَآجَّ إِبْرٰهِيمَ فِي رَبِّهٖٓ أَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۴۔ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ نبی عام ہے رسول خاص یعنی ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول تین سو تیرہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مَنْ رَاٰنِي فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔ لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔ ۶۔ شان نزول' جب سورہ والنجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر' تاکہ لوگ غور کر سکیں۔ جب وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى فرما کر ٹھہرے تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا۔ تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں' انکی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش کر سجدہ شکر میں گر گئے کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ تب یہ آیت اتری۔ یہی روایت درست ہے اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس وقت شیطان کی آواز لوگ سنا کرتے تھے اور کبھی اس سے غلطی بھی کھا جاتے تھے۔ بدر کی جنگ میں کفار سے شیطان نے کہا تھا۔ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ حضور شہید ہو گئے ہے۔ چنانچہ مشرکین و کفار اس واقعہ سے اور شبہ میں پڑ گئے کہ جب حضور نے بتوں کی تردید کی تو بولے کہ حضور اپنی بات سے پھر گئے معاذ اللہ۔ مگر مومنوں کو کوئی تردد نہ ہوا کیونکہ مسلمانوں کو شیطان کی اس آواز سے کوئی دھوکا نہ ہوا تھا۔ خیال رہے کہ شیطان کی آواز واقع میں حضور کی آواز سے مشابہ نہ ہوئی تھی کیونکہ حضور کی ہر چیز بے مثل ہے بلکہ باوجود فرق کے کفار دھوکا کھا گئے اپنی غلطی سے۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا۔ أَلْقَى الشَّيْطٰنُ لہٰذا اس آیت سے حضور کی بے مثالی پر اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ ۸۔ یعنی وہ ایسے پکے دشمن ہیں کہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انہیں راضی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ۹۔ یعنی شیطان کی یہ حرکت مومنوں کے ایمان کی قوت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ شیطان نے پچھلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا تھا اور رب نے اس کے داؤ کو بیکار کر دیا تھا۔ یہ حقانیت قرآن کی دلیل ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے ۱

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى

اور کافر اس سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ

تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

ان پر قیامت آجائے اچانک ۲ یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کیلئے

عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ

کچھ اچھا نہ ہو بادشاہی اس دن اللہ ہی کی ہے ۳ وہ ان میں فیصلہ کرے گا تو جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾

لائے ۴ اور اچھے کام کئے وہ چین کے باغوں میں ہیں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کے لئے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

ذلت کا عذاب ہے ۵ اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا

چھوڑے ۶ پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی

حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ

دے گا اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے ۷ ضرور انہیں ایسی جگہ لے

مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾

جائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بیشک اللہ علم و حلم والا ہے ۸

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ

بات یہ ہے اور جو بدلہ لے جیسی تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر اس پر

ع ۹ / ۱۴

۱۔ یعنی آخرت میں جنت کی طرف یا دنیا میں نیکیوں کی طرف' ورنہ عقائد کی ہدایت تو انہیں مل چکی ہے۔ کہ وہ مومن ہو چکے اور تحصیل حاصل ناممکن ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر ازلی کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں وہ ہمیشہ شک میں گرفتار رہے گا۔ دوسرے یہ کہ موت کے وقت' یا قیامت میں یا عذاب الٰہی دیکھ کر کفار ایمان قبول کر لیتے ہیں مگر وہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں ۳۔ اس طرح کہ اس دن کوئی شخص سلطنت کا دعویٰ بھی نہ کرے گا اور کسی بادشاہ کا قانون نہ ہو گا۔ سوائے رب تعالیٰ کے ورنہ حقیقی بادشاہت تو آج بھی اس کی ہی ہے ۴۔ اس طرح کہ ان کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا کیونکہ شریعت میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ جنت کا داخلہ ایمان سے ہے اور وہاں کے درجات اعمال سے۔ یہ جنت کسبی میں ہے ورنہ بعض لوگ بغیر عمل جنت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بعض مسلمانوں کو دوزخ میں' اگرچہ عذاب دے گا مگر وہاں انہیں ذلیل نہ کرے گا۔ کیونکہ ذلت کفار کا عذاب ہے۔ انشاء اللہ گنہگار مومن کے عذاب کی کسی کو خبر بھی نہ ہو گی ۶۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کے لحاظ سے ہے جب اہل مکہ پر ہجرت فرض تھی۔ یا اس وقت کے لحاظ سے ہو گی جب مسلمان دار الحرب میں گھر جاویں اور اپنی عبادت کی آزادی نہ پاویں۔ ورنہ جہاد کے لئے ہجرت شرط نہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو مومن ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ جاوے' پھر خواہ جہاد میں شہید ہو یا اپنی موت مرے' اللہ اسے اجر دے گا۔ معلوم ہوا کہ ہجرت اس وقت ضروری تھی کہ بلاعذر ہجرت نہ کرنے والا مجرم تھا۔ ۷۔ یہاں رازق کے معنی ہیں' رزق کا کفیل و ضامن۔ اس معنی سے بعض بندے بعض کے رزق کے کفیل ہیں۔ جیسے ماں باپ اولاد کے لئے آقا غلام کے لئے مگر رب کی ضمانت رزق سب سے اعلیٰ ہے کہ وہ بے حساب بغیر ملال ہمیشہ دیتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ رزاق یعنی خالق رزق بہت ہیں' اللہ ان سے اچھا ہے' کہ یہ معنی تو عین شرک ہیں ۸۔ شان نزول:۔ بعض صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ جو جہادوں میں شہید ہو گئے وہ تو بڑے درجہ والے ہیں۔ ہم لوگ جہادوں میں حضور کے ساتھ رہتے ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے لیکن اگر ہمیں بغیر شہادت موت آئی تو ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اس پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم فکر نہ کرو تم شہید ہو یا ویسے وفات پاؤ جنت اور اچھا رزق تمہارے لئے نامزد ہو چکا۔ رب تم سے راضی ہو چکا اب تمہیں بھی وہ دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

۱۔ شان نزول: ایک دفعہ ماہ محرم کے آخر میں مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ چونکہ اس وقت محرم وغیرہ اشہر حرم میں جنگ ممنوع تھی اس لئے مسلمانوں نے لڑنا نہ چاہا مگر مشرکین نہ مانے اور انہوں نے جنگ شروع کر دی۔ مسلمانوں نے مجبوراً مقابلہ کیا اور رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ وہ اس مقابلہ کرنے میں مجرم نہیں ۲۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جیسے کبھی دن بڑے کبھی رات ایسے ہی کبھی کفار کا غلبہ ہے کبھی مومنوں کا تسلط۔ اس سے دل تنگ نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے ۳۔ یعنی جھوٹے معبود باطل ہیں اس آیت کو انبیاء اولیاء سے کوئی تعلق نہیں، وہ سب حق ہیں کیونکہ حق کے ہیں، رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ حضور فرماتا ہے۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ، چونکہ ما غیر عقلی چیزوں کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا اگر عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کی کفار پوجا کرتے ہیں مگر اس سے یہ دونوں بزرگ باطل نہ کہے جائیں گے وہ حق ہیں، ان کا ہر فعل حق ہے۔ یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا غیر خدا کی پوجا کرنی باطل ہے اس صورت میں 'ما' مصدریہ ہو گا یا یوں کہو کہ اہل کتاب درحقیقت نبیوں کو نہیں پوجتے بلکہ ان کے مجسموں تصویروں اور صلیب کو پوجتے ہیں۔ واقعی یہ چیزیں باطل ہیں ۴۔ آسمان کی طرف سے یا آسمانی سبب سے بارش برسائی۔ ورنہ بارش خاص آسمان سے نہیں آتی بلکہ سورج کی گرمی سے سمندروں کا پانی بھاپ بن کا اڑتا ہے۔ اوپر جا کر ٹھنڈک سے جم کر بادل بن جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے ۵۔ ایسے ہی قیامت میں مردے زندہ ہوں گے اور انشاء اللہ مسلمانوں کو کمزوری کے بعد طاقت ملے گی۔ جیسے خشک زمین کو بارش کے ذریعہ سرسبزی ملتی ہے خیال رہے کہ اگرچہ کنوؤں کے پانی سے بھی سبزی ہو جاتی ہے، مگر بارش کے پانی سے عام سبزی اور مستقل ہوتی ہے۔ پھل بھی اسی سے لگتا ہے۔ ایسے ہی اگرچہ اپنی کوشش سے بھی عارضی عزت و قوت مل جاتی ہے مگر دائمی، حقیقی عظمت رب کے کرم سے حاصل ہوتی ہے ۶۔ حقیقی اور دائمی ملک اس کا ہے۔ اس کی عطا سے کچھ عارضی طور پر بعض بندوں کو عطا ہو جاتا ہے۔ ۷۔ جانور، آگ، پانی، دھاتیں وغیرہ کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتی ہیں۔

بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾

زیادتی کی جائے تو بیشک اللہ اس کی مدد فرمائے گا بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۱؎

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو لاتا ہے

النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۶۱﴾

رات کے حصہ میں اور اس لئے کہ اللہ سنتا دیکھتا ہے ۲؎

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ

ہیں وہی باطل ہے ۳؎ اور اس لئے کہ اللہ ہی بلندی بڑائی

الْكَبِیْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ز

والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا ۴؎

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ

تو صبح کو زمین ہریالی ہو گئی ۵؎ بے شک اللہ پاک

خَبِیْرٌ ﴿۶۳﴾ ج لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ

خبردار ہے اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۶؎

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۶۴﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

اور بیشک اللہ ہی بے نیاز سب خوبیوں سراہا ہے کیا تو نے دیکھا کہ اللہ نے تمہارے

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی

بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے ۷؎ اور کشتی کہ دریا میں اس کے حکم

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی

سے چلتی ہے اور وہ روکے ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر نہ

ا۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا یعنی آسمان حرکت مستقیمہ نہیں کر سکتا مگر قریب قیامت یہ حرکت کرے گا اور زمین پر گر پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان نہ کسی چیز پر رکھا ہے نہ کسی میں ٹانگا ہوا ہے۔ پھر بھی نہیں گرتا۔ اسے کون روکے ہے سوا ہمارے۔ ۲۔ کہ انہیں نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور آفتوں سے بچاتا ہے' اور دنیاوی راحتوں کے لئے عرشی نعمتیں بخشتا ہے۔ انبیاء کرام' اولیاء اللہ کے ذریعے ۳۔ بے جان مٹی سے نطفہ بنا کر' پھر نطفے سے انسانی صورت بخش کر اعمال کرنے کے لئے زندگی بخشی پھر عمر ختم ہونے پر موت دے گا۔ پھر ثواب یا سزا کے لئے دائمی زندگی دے گا۔ ۴۔ یہاں انسان سے مراد یا کفار ہیں' یا غافل مسلمان' یا جنس انسان' اس سے انبیاء کرام' اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۵۔ شان نزول۔ بدیل ابن ورقہ' بشر ابن سفیان وغیرہم نے کہا تھا کہ تم لوگ عجیب ہو کہ جس جانور کو تم مارو اسے حلال کہتے ہو اور جسے خدا تعالیٰ مارے' اسے حرام۔ ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل ہر آسمانی دین میں تھے تو تم صرف مسلمانوں پر یہ اعتراض کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ہر جانور کو رب ہی موت دیتا ہے مگر جس جانور کا خون رب کے نام پر بہایا جاوے وہ حلال ہے' اس کے سوا حرام ۶۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء مخلوق کو رب کی صفات کی طرف بلاتے ہیں حضور رب کی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔ اسی لئے رب نے آپ کو دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ فرمایا خیال رہے کہ حضور تاقیامت یہ دعوت دے رہے ہیں۔ تمام علماء صوفیاء کی تبلیغیں حضور کی دعوت ہے۔ ۷۔ یعنی جس راستے پر تم ہو وہ سیدھا ہے' تم راستہ کے سیدھا ہونے کی دلیل ہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ معلوم ہوا کہ حضور کی صورت' سیرت سیدھا راستہ ہے۔ یا اے محبوب! تم لوگوں کو سیدھے راستہ پر چلتے ہو۔ جو تم سے ملنا چاہے وہ سیدھی راہ چلے ۸۔ یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو' صرف عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔ معلوم ہوا کہ ہر باتونی' جھگڑالو سے مناظرہ نہ کرنا چاہیے۔ رب تعالیٰ نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا۔ اُخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۹۔ اب دنیا میں' کیوں کہ مرتے وقت اور محشر میں کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ سب اسلام مان لیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ ہے جو حق کا انکار کرے۔ حق پر رہنے والا' جھگڑالو نہیں۔ پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو ڈاکو جھگڑالو ہیں نہ کہ پولیس ۱۰۔ کہ سارے غیبی واقعات ایک لوح محفوظ میں لکھ دیئے اور یہ تحریر اس لئے ہے کہ جو بندے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں اب غیوب پر اطلاع دی جائے' ورنہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ نہ تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو علم واقعہ کے مطابق نہ ہو' وہ جہالت ہے جسے جہل مرکب کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی دانست میں چند معبود جانتے تھے مگر ان کے اس جاننے کو نہ جاننا فرمایا گیا

الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

گر پڑے ۲ مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ آدمیوں پر بڑی مہر والا

رَّحِیْمٌ ﴿۶۵﴾ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ

مہربان ہے ۳ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا ۴ پھر تمہیں مارے گا پھر

یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا

تمہیں جلائے گا بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے ۵ ہر امت کیلئے ہم نے عبادت

مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ

کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے ۶ تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا

وَ ادْعُ اِلٰی رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۶۷﴾

نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ ۷ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو ۸

وَ اِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کوتک ۹

اَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ

اللہ تم پر فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ

کر رہے ہو کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ

زمین میں ہے بیشک یہ سب ایک کتاب میں ہے بیشک یہ اللہ پر آسان

یَسِیْرٌ ﴿۷۰﴾ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ

ہے ۱۰ اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جن کی کوئی سند اس نے نہ

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ

اتاری اور ایسوں کو جن کا خود انہیں کچھ علم نہیں ۱۱ اور ستم گاروں کا

۱۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے مددگار بنائے ہیں۔ کیونکہ مددگار نہ ہونا کافروں پر عذاب ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ دل کے آثار چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کے چہرے پر رب تعالیٰ کی حمد' حضور کی نعت شریف سن کر خوشی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کفار کے منہ بگڑ جاتے ہیں ۳۔ یعنی ابھی تم دوزخ وغیرہ کا ذکر سن کر جلتے بھنتے ہو' جب دوزخ دیکھو گے تو زیادہ بھنو گے۔ جنتی کا حال اس کے برعکس ہے کہ ابھی سن کر خوش ہوتا ہے پھر دیکھ کر زیادہ خوش ہو گا ۴۔ یہاں وعدہ، معنی وعید ہے۔ رب تعالیٰ نے کفر پر مرنے والوں کو دوزخ کی یقینی خبر دی ہے۔ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب سے ڈرایا ہے مگر مغفرت کی امید بھی دلائی ہے کہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ لہٰذا یہ آیت صرف کفار پر چسپاں ہے۔ ۵۔ یعنی غور کرو۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا سننا کمال نہیں' بلکہ اس پر غور کرنا کمال ہے۔ رب فرماتا ہے فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۶۔ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی اور یہاں دعا سے مراد پوجنا ہے نہ کہ پکارنا' کیونکہ اللہ کے ماسوا کو پکارنا درست ہے رب نے پہاڑوں' زمین کو پکارا ہے۔ ہم کو حکم دیا۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ لہٰذا اس آیت کریمہ کو اولیاء یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا بے دینی ہے۔ ۷۔ چنانچہ بتوں پر کفار زعفران شہد وغیرہ مل دیتے تھے اور ان پر مکھیاں بھنکتی تھیں۔ تو ایسے مجبور کی پوجا کرنی حماقت ہے۔ پوجا قوی و قادر کی کی جاوے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم' خانہ کعبہ' سنگ اسود بزرگوں کے مزارات کی کوئی پوجا نہیں کرتا۔ تعظیم کرتے ہیں لہٰذا یہ آیت وہاں چسپاں نہ ہو گی۔ کیونکہ ان کی تعظیم اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ وہابی اس آیت کو بزرگوں کے مزارات پر چسپاں کرتے ہیں مگر خود بھی خانہ کعبہ' قرآن کریم بلکہ مولوی اسماعیل کے بوسیدہ جھنڈے کی تعظیم کرتے اسے چومتے چاٹتے ہیں۔ وہاں یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں ۸۔ یعنی بت پرست اور بت یا مکھی اور شہد' یا مکھی اور بت ۹۔ اس لئے وہ مان بیٹھے کہ اکیلا رب اتنے بڑے جہان کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اسے مددگار شریکوں کی ضرورت ہے۔ معاذ اللہ۔ ان کفار نے دنیا کو تو دیکھا مگر رب کی شان میں غور نہ کیا۔ ان کی مثال اس دیہاتی کی سی ہے جو مال گاڑی کے ۲۷ ڈبوں کو دیکھ کر کہے کہ اسے ایک انجن نہیں کھینچ سکتا۔ اس نے ڈبے دیکھے مگر انجن کا زور نہ دیکھا۔ جنہوں نے رب کو پہچانا' وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے ایسے لاکھوں جہان بنا سکتا ہے اور چلا سکتا ہے۔ ۱۰۔ وحی کے لئے کہ بعض فرشتے' انبیاء کرام پر وحی لاتے اور انبیاء وحی لیتے ہیں کہ اللہ کے دین کی مدد کریں اور درجات حاصل کریں معلوم ہوا کہ جنات رسول نہیں ہوتے۔ یعنی یہ چناؤ اس کی عادت قدیمہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آئندہ بھی چنتا رہے گا تاکہ آئندہ نبی آنے کی توقع ہو۔ جنہیں چننا تھا چن لیا اور جنہیں چن لیا وہ دائمی نبی ہو گئے۔ کیونکہ نبی کی عظمت منسوخ نہیں ہوتی۔ شریعت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ عظمت منسوخ ہو نہ شریعت۔ جیسے اب کسی فرشتے کا چناؤ نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی اب کسی انسان کا نبوت کے لئے چناؤ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا قادیانی اس آیت سے اجراء نبوت پر دلیل نہیں پکڑ سکتے

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

کوئی مددگار نہیں ۱؎ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو تم ان کے

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ

چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے جنہوں نے کفر کیا ۲؎ قریب ہے کہ

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ

لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں تم فرما دو

اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ

کیا میں تمہیں بتا دوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے ۳؎ وہ آگ ہے اللہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ۴؎ اے لوگو

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ۵؎ وہ جنہیں اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا

تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے

لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

ہو جائیں ۶؎ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا

سکیں ۷؎ کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا ۸؎ اللہ کی قدر

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ

نہ جانی جیسی چاہیے تھی ۹؎ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے اللہ

يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ

چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے ۱۰؎

ع ۹ ۱۶

۱۔ لہٰذا جس کو جو درجہ عطا فرمایا ہے' اہل کو عطا فرمایا ہے نااہل کو نہیں نااہل کو عطا کرنے والا خود نااہل ہوتا ہے اور رب تعالیٰ اس سے پاک ہے نیز نااہل کو عطا سے نقصان ہی ہوتا ہے اور عطا کی بربادی۔

☆ اہل راصحبت نااہل زیا نما وارد ☆ آب درکوزہ ناپختہ گل آلود شود ☆

۲۔ خیال رہے کہ جہاں قرآن کریم میں سجدہ کا حکم رکوع کے ساتھ ہے وہاں نماز کا سجدہ مراد ہے۔ لہٰذا یہاں حنفیہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب نہیں ۳۔ اچھے اخلاق اور درست معاملات' لہٰذا عبادات اور خیر' علیحدہ علیحدہ ذکر فرمانے میں تکرار نہیں ۴۔ اپنے نفس سے' برے ساتھیوں' بری اولاد سے جہاد کرو کہ انہیں راہ راست پر لاؤ۔ اور کفار سے جہاد کرو اخلاص اور درستی نیت کے ساتھ' جس میں ریاکاری اور محض ملک گیری کی نیت نہ ہو۔ ۵۔ جہاد اور اپنی عبادات کے لئے' کیونکہ تم محبوب کی امت ہو۔ ۶۔ جیسی پچھلی امتوں پر تھی۔ تمہارے لئے نہایت آسان احکام بھیجے۔ تمام زمین تمہارے لئے مسجد بنائی۔ مٹی سے تیمم جائز کیا۔ سفر میں قصر کر دیا۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ امت مصطفوی کا نام پہلی کتابوں میں بھی مسلمان ہی تھا۔ دوسرے یہ کہ مسلم صرف امت مصطفوی کو ہی کہا جا سکتا ہے دوسروں کو لغۃً بولا گیا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اور فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ہمارے علاوہ جن بزرگوں کو مسلم فرمایا گیا تھا وہ لغۃً تھا ۸۔ اس جگہ علیٰ نقصان کے لئے نہیں اور گواہی سے مخالف گواہی مراد نہیں بلکہ گواہی تو امت کے مطابق ہو گی۔ مگر ساتھ ہی امت کی توثیق بھی ہو گی کہ یہ امت عادلہ ہے' فاسقہ نہیں اس لئے علیٰ فرمایا گیا۔ قیامت میں یہ امت تمام نبیوں کے حق میں گواہی دے گی کہ مولیٰ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کی تھی۔ یہ قومیں جھوٹی ہیں جو کہتی ہیں کہ ہم تک تیرے رسول نہ پہنچے پھر حضور اس امت کی گواہی دیں گے۔ کہ یہ مسلمان سچی گواہی دے رہے ہیں ۹۔ تاکہ تم قیامت میں گواہی کے قابل ہو کیوں کہ فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ

بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَہُمْ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ یٰۤاَیُّہَا

اور جو ان کے پیچھے ہے لہ اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو ۲ اور اپنے رب کی

رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ السجدۃ وَ

بندگی کرو اور بھلے کام کرو ۳ اس امید پر کہ تمہیں

جَاہِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ؕ ہُوَ اجْتَبٰىکُمْ

چھٹکارا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا

وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّۃَ

۴ اس نے تمہیں پسند کیا ۵ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ۶ تمہارے

اَبِیْکُمْ اِبْرٰہِیْمَ ؕ ہُوَ سَمّٰىکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۬ۙ

باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے

مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ہٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا

اگلی کتابوں میں ۷ اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ

عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا

ہو ۸ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو ۹ تو نماز

الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ؕ ہُوَ

برپا رکھو اور زکوٰۃ دو ۱۰ اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو وہ

مَوْلٰىکُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾ ع ۱۰

تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار